مجدد دین ملت حضرت امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کریم
پر معترضین کے اعتراضات کا منہ توڑ جواب

کنز الایمان پر اعتراضات کے جوابات

تصنیف لطیف
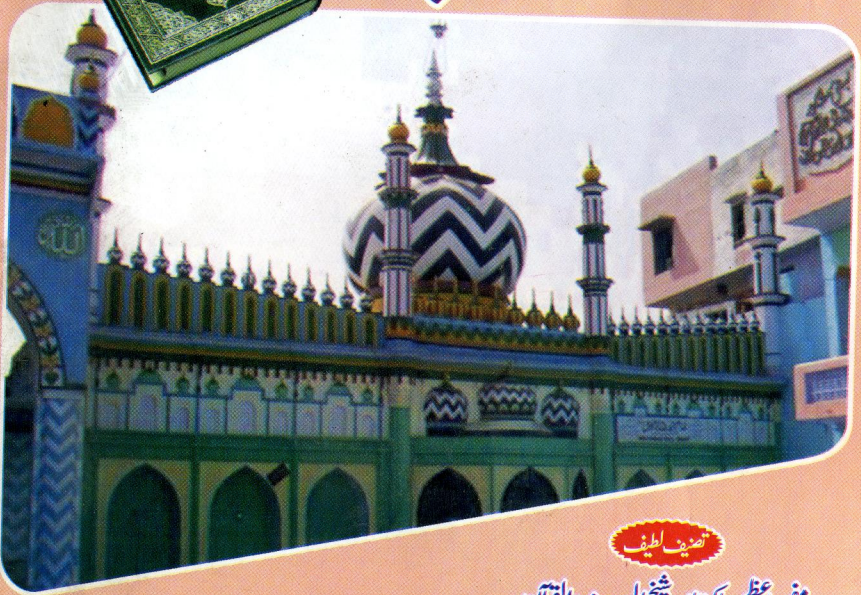
مفسرِ اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن

حضرت علامہ
مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر
سیرانی کُتب خانہ
ماڈل ٹاؤن "بی" نزد سیرانی مسجد بہاولپور موبائل: 0300-6830592

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

تصنیفِ لطیف

مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن

علامہ محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

باہتمام

صوفی محمد مختار احمد اویسی غفرلہ

ناشر

سیرانی کتب خانہ، محکم الدین سیرانی روڈ بیرون سیرانی مسجد بہاولپور

0300-6830592

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ...... کنزالایمان پراعتراضات کے جوابات

مصنف ...... علامہ محمد فیض احمد اُویسی رضوی قادری نوراللہ مرقدہٗ

پروف ریڈنگ ...... علامہ مولانا محمد حمید الرحمٰن اُویسی صاحب (حامد آباد)

کمپوزنگ ...... ڈاکٹر محمد اظہر عامر اویسی 0322-2560448

ترتیب وآرائش ...... محمد خورشید مختار اُویسی، محمد اظہر عامر اویسی

اشاعت بارسوم ...... ذوالقعدہ ۱۴۳۱ھ بمطابق اکتوبر 2010ء

صفحات 96

ہدیہ ...... 60/- روپے

ناشر

سیرانی کُتب خانہ محکم الدین سیرانی روڈ نزد سیرانی مسجد بہاولپور

0300-6830592

فہرست مضامین

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین

امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

کنز الایمان پر اعتراضات کے جوابات

تمہید و مقدمہ

قرآن مجید کے تراجم تقریباً ہر زبان میں شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں لیکن الحمدللہ جتنی مقبولیت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے ترجمۂ قرآن کنز الایمان کو نصیب ہوئی یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ نہایت ہی مختصر سے وقت میں کہ جس کا تاریخی نام ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' ہے جو ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوا۔ اس سن کے بعد بھی اشاعت کا معاملہ گوشۂ خمول میں رہا۔ لیکن جوں ہی تاج کمپنی میں اس کی اشاعت شروع ہوئی تو پھر اس کے بعد تمام ترجموں پر صحت اور درستگی کے اعتبار سے فوقیت لے گیا جس کا اعتراف کارکنانِ تاج کمپنی نے کیا۔

اس ترجمہ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو دیکھ کر مخالفین کے پیٹ میں درد ہونے لگا تو آپ کے ترجمۂ قرآن میں کیل کانٹے نکالنے شروع کردیئے تاکہ مسلمان دھوکے میں آجائیں اور اس ترجمے کی طرف سے ان توجہ ہٹ جائے اور اس کا چڑھتا ہوا سورج غروب ہوجائے۔ اور نہ صرف کنز الایمان کے خلاف زہر اُگلا گیا بلکہ اس پر پابندی لگانے کی سرتوڑ کوشش کی گئی۔ لیکن

دشمن چہ کند چو باشد مہربان دوست

ادھر یہ حال کہ جتنا مخالفین کنز الایمان کو نیچا دکھانے کی کرتے اس سے بڑھ

کر کئی گُنا یہ آگے کی منازل پہ ترقی کرتا چلا گیا اور اب تو اس کی منزلیں اتنی دُور تک پہنچی ہیں کہ مخالفین سر پیٹ رہے ہیں۔

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ ترجمہ الہامی ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ازخود نہیں کیا بلکہ تائید ایزدی سے کرایا گیا، چنانچہ اس ترجمہ (کنز الایمان) کا شان ورود یہ ہے:

''صدرالشریعہ حضرت علامہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ نے قرآن مجید کی صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ترجمہ کردینے کی گزارش کی۔

آپ نے وعدہ فرمالیا۔ لیکن دوسرے مشاغل دیرینہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی جب حضرت صدرالشریعہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چونکہ ترجمہ کیلئے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لئے آپ رات میں سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں۔ چنانچہ حضرت صدرالشریعہ ایک دن کاغذ قلم اور دوات لے کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہوگیا۔

ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ زبانی طور پر آیات کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدرالشریعہ اس کو لکھتے رہتے لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر و لغت کو ملاحظہ فرماتے بعدہ آیت کے معنی کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے بلکہ آپ قرآن مجید کا فی البدیہہ برجستہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قوت حافظہ پر بغیر زور ڈالے

قرآن شریف روانگی سے پڑھتا جاتا ہے پھر جب حضرت صدرالشریعہ اور دیگر علمائے حاضرین اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کا کتب تفاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ برجستہ فی البدیہہ ترجمہ تفاسیر کے بالکل مطابق ہے الغرض اسی قلیل وقت میں یہ ترجمہ کا کام ہوتا رہا۔ پھر وہ مبارک ساعت بھی آگئی کہ حضرت صدرالشریعہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید کا ترجمہ کرالیا اور آپ کی کوشش بلیغ کی بدولت دنیائے سنیت کو کنزالایمان کی دولت عظمیٰ نصیب ہوئی۔

(سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ از صدرالدین احمد صفحہ ۲۷۴ تا ۲۷۵)

الہامی ترجمہ ہونے کے دلائل

(۱) مصنف کتنا ہی زیرک زمان ہو پھر بھی اپنی تحریر میں غلطی کرجاتا ہے جس سے اسے اپنی غلط تحریر پر لکیر کھینچنی پڑتی ہے خواہ اپنی تحریر کو برسوں سوچ بچار کے بعد لکھے لیکن یہاں یہ حال ہے کہ ترجمہ برجستہ منہ سے نکل رہا ہے اور ادھر لکھا جارہا ہے نہ سوچ بچار ہے نہ کہیں ٹھہراؤ ہے پھر کمال یہ ہے کہ پورے تیس پاروں کے ترجمہ میں کہیں بھی لکیر کھینچنے کی نوبت نہیں آئی اصل مسودہ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی میں محفوظ ہے۔ آنکھوں سے دیکھ کر میری طرح کہہ دیں کہ ترجمہ سعیٔ انسانی نہیں بلکہ الہامی ہے۔

(۲) علامہ عبدالستار طاہر رضوی مدظلہ نے ایک فہرست تیار فرمائی ہے جو اگلے اوراق میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے یہ فہرست معمولی نوشت وخورند قسم کے لوگوں کی نہیں بلکہ اپنے دور کے محقق علماء کرام کی ہے جنہیں منجانب اللہ توفیق نصیب ہوئی کہ

کنزالایمان پر جس نے بھی کیچڑ اچھالا اس کا فوراً ایسا دندان شکن جواب ملا کہ جس کے بعد معترض کو دوبارہ کچھ کہنے کی جرات نہ ہوئی۔ یہ بھی منجانب اللہ کنزالایمان کے تحفظ کا ایک ربانی سامان ہے ورنہ دیگر تراجم کے متعلق دیکھ لیں کہ ان کی اغلاط کی بھرمار ہے جنہیں نہ صرف خواص بلکہ عوام تک جانتے ہیں لیکن کسی ترجمہ کے لئے کسی طرح دفاع نہیں ہوا اور یہاں یہ حال ہے کہ کنزالایمان کا دفاع کئی درجنوں تک پہنچا ہے علامہ عبدالستار رضوی مدظلہ لکھتے ہیں کہ یوں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر انہوں نے بھی لکھا، بیگانوں نے بھی اور حق تو یہ ہے کہ حق نے حق کو ہر دور میں منوایا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر قریباً ہر موضوع پر لکھا جاچکا ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا اس لئے کہ ان کی ذات کے بے شمار پہلوؤں پر کام ہو رہا ہے اور ان گنت گوشوں پر لکھا جانا باقی ہے، اس وقت اُن کے ترجمہ قرآن، کنزالایمان پر اب تک ہونے والے کام کی تفصیل پیش کی جارہی ہے تاکہ شانِ رضویت کا یہ پہلو بھی بایں طور پر اُجاگر ہوسکے۔ یہ تفصیل یہ ہے۔

تفصیل

نمبر شمار	عنوان	مصنف: مؤلف: جریدہ تاریخ اشاعت	مقام اشاعت
۱	کنزالایمان اور دیگر تراجم کا موازنہ	ماہنامہ رضائے مصطفیٰ اکتوبر ۱۹۶۴ء	گوجرانوالہ
۲	ترجمۂ اعلیٰ حضرت	ماہنامہ جام رضا اپریل ۱۹۶۹ء	راولپنڈی
۳	اعلیٰ حضرت کا ترجمۂ قرآن اور دیگر تراجم	مولانا رضائے المصطفیٰ اعظمی ماہنامہ ترجمانِ اہلسنت نومبر دسمبر ۱۹۷۵ء	کراچی
۴	محاسن کنزالایمان	ملک شیر محمد اعوان، مرکزی مجلسِ رضا۔ رضا اکیڈمی ۱۹۷۵ء	لاہور

تفصیل

نمبر شمار	عنوان	مصنف، مؤلف، جریدہ تاریخ اشاعت	مقام اشاعت
۱	کنز الایمان اور دیگر تراجم کا موازنہ	ماہنامہ رضائے مصطفیٰ اکتوبر ۱۹۶۸ء	گوجرانوالہ
۲	ترجمہ اعلیٰ حضرت	ماہنامہ جامِ رضا اپریل ۱۹۶۹ء	راولپنڈی
۳	اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن اور دیگر تراجم	مولانا رضاء المصطفیٰ اعظمی ماہنامہ ترجمان اہلسنت نومبر، دسمبر ۱۹۷۵ء	کراچی
۴	محاسن کنز الایمان	ملک شیر محمد اعوان، مرکزی مجلسِ رضا۔ رضا اکیڈمی ۱۹۷۵ء	لاہور
۵	امام احمد رضا اور اُردو تراجم کا مقابل	سید محمد مدنی، اشرفی ماہنامہ ترجمان اہلسنت فروری 1976ء	کانپور بھارت
۶	امام احمد رضا اور ترجمہ قرآن کی خصوصیات	مولانا خلیل الرحمٰن رضوی ماہنامہ المیزان مارچ 1976ء	کراچی
۷	امام احمد رضا اور محاسن کنز الایمان	ملک شیر محمد اعوان، ماہنامہ المیزان مارچ 1976ء	ممبئی بھارت
۸	امام احمد رضا اور اُردو تراجم قرآن کی تقابلی مقابلہ	ماہنامہ المیزان، شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں مارچ 1976ء (اعلیٰ حضرت نمبر)	ممبئی بھارت
۹	امام احمد رضا کی ترجمہ قرآن حقائق کی روشنی میں	علامہ اختر رضا خان ازہری ماہنامہ المیزان رضا نمبر	ممبئی بھارت
۱۰	فرمانروائے سعودیہ کے نام ایک خط	خواجہ حمید الدین سیالوی ماہنامہ المیزان، رضا نمبر مارچ 1976ء	ممبئی بھارت

نمبر شمار	عنوان	مصنف، مؤلف، جریدہ تاریخ اشاعت	مقام اشاعت
۱۱	کنز الایمان اور دیوبند تراجم کا موازنہ	مفتی جلال الدین احمد امجدی ماہنامہ، پاسبان دسمبر 1976ء	الٰہ آباد بھارت
۱۲	چارٹ موازنہ تراجم	حاجی نواب الدین گولڑوی 1976ء	لاہور
۱۳	شانِ رسالت اور ترجمہ اعلیٰ حضرت	محمد احسان الحق ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ﷺ فروری 1987ء	گوجرانوالہ
۱۴	امام احمد رضا کا اُردو ترجمہ قرآن	تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند پنجاب یونیورسٹی ص ۱۵۹، 1978ء	لاہور
۱۵	اُردو تراجم قرآن کی تقابلی جائزہ	غلام رسول سعیدی ماہنامہ سلطان العارفین صفر ربیع الاول 1399ھ 1979ء	گکھڑ ضلع گوجرانوالہ
۱۶	فاضل بریلوی کی ترجمہ قرآن	مولانا محمد یٰسین اختر مصباحی ماہنامہ اشرفیہ مارچ 1980ء	مبارک پور بھارت
۱۷	کنز الایمان ہدایت کا نشان	ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ﷺ دسمبر 1980ء	گوجرانوالہ
۱۸	موازنہ تراجم قرآن پاک	حاجی نواب الدین گولڑی مارچ 1981ء	لاہور
۱۹	الامام احمد رضا خان البریلوی فہم القرآن الکریم	سید شجاعت علی قادری ماہنامہ الدعوۃ جولائی 1982ء	کراچی
۲۰	دفاع کنز الایمان	علامہ اختر رضا خاں بریلوی ماہنامہ سنی دنیا فروری 1982ء	کراچی
۲۱	کنز الایمان پر پابندی کیوں؟	مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (مشمولہ اجالا) 1983ء	کراچی
۲۲	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	ملک شیر محمد اعوان، ماہنامہ سنی دنیا فروری 1983ء	بریلی شریف بھارت

۲۳	امام احمد رضا کا ترجمۃ القرآن	مولانا مبین الہدیٰ، ماہنامہ اشرفیہ اپریل 1983ء	مبارک پور بھارت
۲۴	کنزالایمان (قلمی)	علامہ اختر رضا خان ازہری مئی 1983ء	بریلی شریف بھارت
۲۵	کنز الایمان کے خلاف سازش اور اس کا مثبت جواب	مولانا عبدالستار خان نیازی	لاہور
۲۶	تسکین الجنان فی محاسن کنزالایمان	مولانا عبدالرزاق بھترالوی حطاروی	لاہور
۲۷	قرآن حکیم کے اردو تراجم	ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین 1984ء	ممبئی بھارت
۲۸	ایک قرآن ایک ترجمہ	اراؤ سلطان المجاہد طاہری	اوکاڑہ
۲۹	کنز الایمان کا اردو تراجم میں مقام	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مجلّہ معارف رضا ستمبر 1985ء	کراچی
۳۰	امام احمد رضا کا ترجمہ کنز الایمان	پروفیسر امتیاز سعید، معارف رضا ستمبر 1985ء	کراچی
۳۱	کنز الایمان اور اس کی فنی حیثیت	علامہ رانا جاوید القادری 22 اکتوبر 1987ء	لاہور
۳۲	کنزالایمان ہدایت کا نشان	ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ﷺ نومبر 1987ء	گوجرانوالہ
۳۳	کنز الایمان اور اس کی فنی حیثیت	خطاب علامہ طاہر القادری ماہنامہ منہاج القرآن جنوری 1988ء	لاہور
۳۴	کنز الایمان اور اس کی فنی حیثیت	خطاب علامہ طاہر القادری ماہنامہ منہاج القرآن جنوری 1988ء	لاہور
۳۵	تراجم قرآن کا تقابلہ مطالعہ	پروفیسر عشرت حسین مرزا ماہنامہ جادہ اعلیٰ حضرت نمبر جنوری 1988ء	جہلم

۳۶	کنز الایمان تفاسیر کی روشنی میں	مولانا محمد صدیق ہزاروی 1988ء	لاہور
۳۷	خصائص کنزالایمان	علامہ عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہانپوری، مارچ 1988ء	لاہور
۳۸	امام احمد رضا فاضل بریلوی اور ترجمہ قرآن کی خصوصیات	مولانا کلیم الرحمان رضوی مجلّہ امام احمد رضا کانفرس ستمبر 1988	کراچی
۳۹	ترجموں کی غلطیاں	مکتبہ رضائے مصطفیٰ	گوجرانوالہ
۴۰	توضیح البیان لخزائن العرفان	مکتبہ رضائے مصطفےٰ	گوجرانوالہ
۴۱	انوار کنزالایمان	مولانا وارث جمال بارعلوی	براوٴن شریف
۴۲	قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی	مولانا قاری رضاء المصطفےٰ	
۴۳	کنز الایمان اہل حدیث کی نظر میں	علامہ سعید بن عبدالعزیز	لاہور
۴۴	پاسبان کنزالایمان	مولانا ابوداؤد صادق	گوجرانوالہ
۴۵	کنز الایمان اور دیگر معروف اردو تراجم	پروفیسر مجید اللہ قادری (تحقیقی مقالہ)	کراچی
۴۶	قرآن مجید کے اردو تراجم پر ایک طائرانہ نظر	علامہ عبدالحکیم شاہ جہان پوری (قلمی)	لاہور
۴۷	تراجم قرآن کے ہجوم میں کنزالایمان	مولانا محمد وارث جمال یار علوی ماہنامہ فیض الرسول اکتوبر نومبر 1988ء	براؤشریف بھارت
۴۸	بلیات کنزالایمان		راولپنڈی
۴۹	مقالہ بر کنزالایمان	پروفیسر ڈاکٹر اسلم فرخی	کراچی

۵۰	اردو میں قرآنی تراجم وتفاسیر	مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود (قلمی)	کراچی
۵۱	بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ	مولانا اخلاق حسین قاسمی	لاہور
۵۲	اردو تراجم قرآن تقابلی مطالعہ	مولانا قاری رضاء المصطفےٰ اعظمی سہ ماہی تصوف، جنوری تا مارچ 1979ء	کراچی
۵۳	قرآن پاک کے اردو تراجم کا تقابلی جائزہ	صاحبزادہ وجاہت رسول قادری مجلہ معارف رضا ستمبر 1989ء	کراچی
۵۴	کنزالایمان ارباب علم ودانش کی نظر میں	محمد عبدالستار طاہر، ستمبر 1989ء	کراچی
۵۵	قرآن سائنس اور امام احمد رضا	پروفیسر مجید اللہ قادری، ستمبر 1989ء	کراچی
۵۶	اعلیٰ حضرت اور کنزالایمان	مولانا محمد وارث جمال یار علوی ماہنامہ استقامت مارچ 1981ء	کانپور بھارت
۵۷	فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے	قاری رضا المصطفےٰ معارف رضا شمارہ دہم کراچی 1988ء	حیدرآباد

نوٹ: یہ فہرست پرانی ہے اس کے بعد کنزالایمان پر کام ہوا اسے بالاستیعاب جمع کیا جائے تو آج تک سو دو سو کے لگ بھگ ہوگا۔ اس کیفیت کے پیش نظر میں اسے الہامی ترجمہ نہ کہوں تو کیا کہوں۔

انکشافِ حقیقت اور چیلنج

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ کے دماغ مبارک میں قدرتِ قدیر نے کوئی ایسا مادہ ودیعت فرمایا ہوا تھا کہ جس فن کے متعلق گوہر افشانی فرماتے اس فن کے درجنوں حوالے بتاتے جاتے اور لکھنے والے لکھتے جاتے جب لکھنے والے اصل عبارات کے ساتھ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لکھوائے ہوئے مضمون کا موازنہ رتے تو سرِ مو فرق نہ ہوتا۔ یہی حال اسی ترجمہ قرآن یعنی کنزالایمان کے لئے ہوا جیسا کہ فقیر (مفتی محمد احمد اُویسی مدظلہ العالی) نے اس کے شان ورود میں لکھا ہے۔

وہ زمانہ تو دور کی بات ہے فقیر (مفتی محمد احمد اُویسی مدظلہ العالی) آج مخالفین کو دعوتِ تحقیق پیش کرتا ہے کہ کوئی ایک آیت لے کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ پر ہماری تفاسیر کے حوالہ جات کا مطالعہ کریں تو ان شاء اللہ عزوجل فقیر اویسی غفرلہ اس ترجمہ کے مطابق حوالہ جات کا انبار لگا دے گا۔ نمونے کے طور پر کچھ فقیر نے آگے چل کر بھی حوالہ جات سے قلم روک لیا۔ اسی لئے ماننا پڑے گا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ترجمۃ القرآن یعنی کنزالایمان الہامی ترجمہ ہے۔

وجہ تالیف ھذا

فقیر (مفتی محمد احمد اُویسی مدظلہ العالی) گوناگوں مصروفیات میں گھرا رہتا ہے۔ لیکن اپنے اکابر پر جہاں کسی کو حرف گیری کرتے دیکھتا ہے تو پھر بے قابو ہو کر جب تک دفاع مکمل نہ کرلے بے چین رہتا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے ترجمہ پر ایک اخبار کے کسی کالم نگار کے اعتراضات پڑھے تو فقیر (مفتی محمد احمد اُویسی مدظلہ العالی) کا خون کھول گیا۔ فقیر (مفتی محمد احمد اُویسی مدظلہ العالی) کو چونکہ اخبار والوں سے کسی قسم کی راہ ورسم نہیں اور راہ ورسم پیدا کروں تو وہ

فقیر (مفتی محمد احمد اُویسی مدظلہ العالی) کے اتنا طویل مضمون شائع کرنے کو تیار بھی
نہیں اسی لئے کالم نگار کے اعتراضات کے علاوہ مزید کئی تحقیقی ابحاث معرض
تحریر میں آ گئے۔لیکن افسوس کہ قلم کی حرکت تو ہے لیکن اس کی اشاعت وطباعت
میں بے بس ہوں۔لیکن الحمد اللہ رحمت ایزدی سے مایوس وناامید نہیں ہوں۔اسی لئے
کالم نگار کی تحریر غلیظ کے جوابات لکھ کر تصنیف خانہ اُویسیہ میں رکھ دیئے۔

ترجمۃ القرآن

ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنا معمولی بات نہیں بالخصوص کلام
ربانی کی ترجمانی تو نہایت ہی مشکل کام ہے اس لئے کہ نا معلوم اس کریم جل شانہ کی
کیا مراد ہے لیکن ترجمہ کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ترجمہ میں لغات عربیہ
کی چھان بین کر کے اسلامی اصول کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے خوفِ
خدا دل میں رکھ کر ترجمہ کرے ورنہ ہلاکت کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔قرآن مجید کے
ہر زبان میں ترجمے ہو رہے ہیں ان تراجم سے عوام مستفید ہو رہے ہیں ان
میں اردو تراجم بھی ہیں ان میں بعض لفظی مفہومی اور بعض تفسیری ہیں اور بعض تفصیلی
وغیرہ وغیرہ۔لیکن اکثر تراجم لفظی ہیں تو لفظوں سے صرف مشہور اور عرفی الفاظ
کو لیا گیا ہے ان میں اصول اسلامی کی پرواہ نہیں کی گئی جن سے فائدے کے بجائے
گمراہی پھیلی ہے۔اور بعض تراجم میں اپنے مسلکِ غلط کے مطابق الفاظ کو مدنظر رکھ
کر ترجمہ پیش کیا گیا۔حالانکہ قرآن مجید کے ترجمہ کے لئے جیسے پہلے عرض کیا گیا ہے
کہ لغت عربیہ کی چھان بین کر کے ایسا ترجمہ ہونا چاہیے جو اسلامی اصول
پر پورا اتر سکے امثلہ میں سے صرف ایک مثال ترجمہ قرآن مسمی بہ کنزالایمان کو دیکھ
لیجئے کہ اس میں نہ صرف ترجمانی کا حق ادا کیا بلکہ اسی ترجمہ میں کئی معرکۃ الآراء مسائل

کو ایک ایک جملہ میں بیان فرمادیا ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدنا شاہ امام
احمد رضا قدس سرہٗ کے بے نظیر ترجمہ قرآن ''کنزالایمان'' پرخطۂ ہندوپاک کو یہ
فخر حاصل ہے کہ اسے بین الاقوامی تراجم کے بالمقابل پیش کیا جائے تو بحمدہ تعالیٰ عالم
اسلام کے جمیع تراجم سے ممتاز متصور ہوگا۔نہایت وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اعلیٰ
حضرت قدس سرہٗ کے ترجمہ کو وہی درجہ حاصل ہے جو مثنوی شریف کے بارے
میں کہا گیا ہے کہ! ہست قرآن بزبان پہلوی

اس لئے کہ قرآن مجید کو عربیت سے اردو میں جس طرح اعلیٰ حضرت قدس
سرہٗ نے ڈھالا ہے بہت کم مترجمین کو نصیب ہوا ہے۔جیسا کہ تقابلی تراجم کے باب
میں واضح ہے۔

ترجمانی کی کہانی

سلطنت حیدرآباد دکن کے آخری سلطان نظام الملک ہفتم میر عثمان علی
خاں کے پاس ایک صاحب تھے۔جنہیں آج سے پچاس ساٹھ برس پہلے دو ہزار
روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ان کا کام فقط یہ تھا کہ جسے میر عثمان علی خان زبانی پیغام
بھیجنا چاہیں اسے وہ اس طرح پہنچادیں جس طرح میر عثمان علی خان نے پیغام دیا ہے
پیغام سناتے وقت پہنچانے والے صاحب پر ان کیفیات کا طاری ہونا ضروری تھا جو
پیغام بھیجتے وقت میر عثمان خان پر طاری ہوتی تھیں۔میر عثمان علی خان خوش ہو کر کوئی
بات کہتے تو وہ بھی خوش ہو کر اسے نقل کرتے۔میر عثمان علی خان بگڑ کر، تیوری
چڑھا کر بات کرتے تو وہ بھی بگڑتے اور تیوری چڑھاتے الفاظ کا بدلنا تو ممکن ہی
نہیں تھا۔لہجہ اور طرز کلام بھی میر عثمان علی خان کا رہتا تھا۔مخاطب جان جاتا تھا کہ مجھ

پر عنایت ہوئی ہے یا عتاب ہوا ہے۔

متعلقات ضروریہ برائے ترجمہ

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ میرے دور میں ایک سو بیس قرآن مجید تراجم تک پینتیس زبانوں میں لکھے جا چکے ہیں ان میں بعض تو بار بار چھپے ہیں یہاں تک کہ بعض تراجم چونتیس بار چھپے ہیں۔ (مناہل العرفان جلد ۲، صفحہ ۳)

اس کے بعد لکھا ہے کہ مترجمین نے مختلف مقاصد کے لئے ترجمے کئے:

''ومن ھؤلاء الذین ترجموہ من یحمل للاسلام عداوۃ ظاھرۃ ومنھم من یحمل حبالہ''۔ ترجمہ: ان میں بعض نے اسلام دشمنی کی بنا پر اور بعض نے اسلام کی محبت میں ترجمے کئے۔ (مناہل العرفان جلد ۲، صفحہ ۳)

پھر لکھتے ہیں کہ چار معنوں میں سے کسی ایک معنی پر ترجمہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

(۱) تبلیغ الکلام لمن لم یبلغہ:

کلام کو اس کے ہاں پہنچانا جس کے ہاں وہ نہیں پہنچا۔

(۲) تفسیر الکلام بلغۃ التی جاء بھا:

اس کلام کو اسی لغت میں وضاحت کے ساتھ بیان کرنا۔

(۳) تفسیر الکلام بلغۃ غیر لغۃ:

کلام کو غیر لغۃ میں وضاحت کے ساتھ بیان کرنا۔

(۴) نقل الکلام من لغۃ الی اخری:

کلام کو بعض دوسری لغۃ میں نقل کرنا۔ (مناہل العرفان جلد ۲، صفحہ ۳)

پھر فرمایا اگرچہ ترجمہ کا اطلاق ان چاروں معانی پر آتا ہے لیکن عرف عام میں: التعبیر عن معنی کلام فی لغۃ لکلام آخر من لغۃ اخری مع الوفاء

لجمیع معانیہ ومقاصدہ۔ جمیع مقاصد و معانی کو لیکر ایک لغت میں منتقل کرنا۔

(مناہل العرفان جلد ۲، صفحہ ۳)

یہ دو قسم ہے۔ (۱) حرفیہ (۲) تفسیریہ حرفیہ کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ:

''ھی التی ترعی فیھا محاکاۃ الاصل فی نظمہ وترتیبہ''

ترجمہ: حرفیہ یہ ہے کہ اس میں اصل کے نظم و ترتیب کی رعایت کر کے ایک لغت کو دوسری لغت میں منتقل کرنا تفسیریہ کے متعلق لکھا کہ اس میں رعایت مذکور ملحوظ نہ ہو۔

مترجم کو چار اوصاف کا موصوف ہونا ضروری ہے۔

(۱) اصل اور ترجمہ کی دونوں لغات کی مہارت تامہ رکھتا ہو۔

(۲) ان کے اسالیب و خصائص کا حاذق ہو۔

(۳) اصل کے جمیع معانی و مقاصد کو مکمل طور ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

(۴) اصل کا پورا معنی ترجمہ میں ڈھالنے کی قدرت رکھتا ہوا۔

تقابل تراجم

ان امور کو سامنے رکھ کر اب لائیے قرآن مجید کے تراجم کو ایسی سٹیج پر جہاں عقیدت مندی کے بجائے تحریر کے لفظ لفظ پر تنقیدی نگاہیں بال کی کھال اتاریں۔ اور ان تراجم کو اولاً اس بدگمانی کے طور پر غائرانہ نگاہ ڈالیں کہ مترجم اسلام کا لبادہ اوڑھ کر کہیں اسلام کے بنیادی عقائد اور اصول وضوابط جڑیں تو نہیں اکھیڑ رہا، کھوکھلا نہیں کر رہا۔ اب ناقد توحید و رسالت اور عقائد جبر و قدر اور مسائل آخرت اور جملہ احکام شریعت کی کسوٹی سے آیت آیت کے تحت ترجمہ کے ہر لفظ کو پرکھے گا۔ بفضلہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ' کا ترجمہ قرآن بلا تامل بول اُٹھے گا:

کیونکہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام عرب وعجم رضی اللہ عنہ کے قلم نے اسلام پر دشمنان اسلام کے تمام گھناؤنے داغ دھونے میں زندگی گذاردی پھر وہ اب کس طرح کسی غبار آلود لفظ کو منہ لگا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ کنزالایمان کی ترجمانی ہر آیت حق کی آواز ہے اور اس کا ہر مضمون اسلام کا صحیح ترجمان ہے چنانچہ ہم نے علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر پڑھی کہ مترجمین میں کچھ لوگ معاندین اسلام بھی ہیں جن کو ترجمہ کرنے سے غرض صرف اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنی ہے اور بس لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے لئے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

کیونکہ ترجمہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے توحید ورسالت سے لے کر شریعت کے عام مسئلہ تک ہر ایک کا پورا حق ادا کیا ہے۔

توحید باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کی ذات کے آداب ملاحظہ ہوں۔

(۱) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کا ترجمہ کرتے ہوئے کہ "اللہ کے نام سے شروع الخ" اس میں بتادیا کہ انسان کا سب سے پہلا مقصدِ عظیم ذاتِ حق ہو باقی جملہ امور بالتبع، بخلافِ دوسرے تراجم کے کہ وہاں یہ بات نہیں بلکہ ان سب نے لفظ اللہ کو ترجمہ میں مؤخر کردیا ہے۔

(۲) **اللہ یستھزئ بھم** میں بظاہر ترجمہ میں اشکال تھا کہ استہزاء ذات حق تعالیٰ وتقدس کے لائق شان نہیں لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے قلم نے وہ الفاظ پیش کئے جن کے پڑھنے کے بعد بارگاہِ حق کے ادب پر مترجم کے لئے مہر ثبت ہوگئی۔ چنانچہ لکھا کہ "اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے جیسا اسکی شان کے لائق ہے۔"

(کنزالایمان)

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اسمیں استہزاء کو عربی عبارت میں لکھ کر توضیحاً ریکٹ میں لکھ دیا کہ (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) تا کہ قارئین کو یقین ہو کہ مترجم اسلامی عقیدہ کے مطابق ترجمہ لکھ رہا ہے کہ یہ آیت متشابہات سے ہے بخلاف دوسرے تراجم کے کہ ان میں الوہیت کی کھلی اور واضح گستاخی ہے کہ جس سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ نا معلوم یہ مترجمین مسلمان ہیں یا غیر مسلم۔ ملاحظہ ہو۔

☆ اللہ ٹھٹھا کرتا ہے۔ (سرسید)

☆ منافقوں سے خدا ہنسی کرتا ہے۔ (فتح جالندھری)

☆ اللہ ہنسی اڑاتا ہے ان کی۔ (مرزا حیرت)

☆ اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے۔ (شیخ دیوبند محمود الحسن)

☆ اللہ جل شانہٗ ان سے دل لگی کرتا ہے۔ (نواب وحید الزمان)

غور فرمایئے ان تراجم میں ٹھٹھا کرنا، ہنسی کرنا، دل لگی کرنا، اردو کے ایسے ثقیل الفاظ ہیں کہ عام محاورہ میں کسی بھی بزرگ شخصیت پر اطلاق کرنے سے سوءِ ادب ہے چہ جائیکہ خالقِ کائنات پر بولا جائے۔

مذہب معتزلہ کی ترجمانی

معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو وقوع فعل کے بعد علم ہوتا ہے۔ لیکن اہلسنّت کا عقیدہ قدیم سے یونہی آرہا ہے اور تا حال ہم سب کا یہی عقیدہ ہے کہ اس کا علم قدیم ہے اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اپنے ترجمے یں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے علم پر حرف آتا ہے اور معتزلہ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اُلوہیت کی گستاخی سے دامن بچا کر معتزلہ فرقہ کے برعکس اہلسنّت کے عقیدہ کی

ترجمانی فرمائی چنانچہ نمونہ کے طور پر چند آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) وماجعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه۔ (پارہ۲)

ترجمہ: اور اے محبوب تم جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اس لئے مقرر کیا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

(۲) ولما یعلم الله الذین جاهدوا منکم ویعلم الصابرین۔ (پارہ۴)

ترجمہ: اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے۔

اس قسم کی جملہ آیات فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اپنی کتاب ''امرأة الدلائل'' میں جمع کردی ہیں۔ اور ان سب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہر جگہ اہلسنت کی ترجمانی فرمائی ہے۔

کہیں علم بمعنی اظہار کہیں علم بمعنی معرفۃ اور کہیں علم بمعنی ابتلاء لکھا ہے اور وہ جملہ معانی علم سے مجاز اُعرب میں بکثرت مستعمل ہیں۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو غیر جانبدار ناقدین دیکھ کر یقین کریں گے کہ مترجم اہسنت کے عقائد کا حامی ہے اور ناظرین خوب جانتے ہیں کہ تمام گمراہ فرقوں کے لئے فیصلہ ہو چکا ہے کہ کلهم فی النار۔ اور اہل اسلام کا اجماع ہو گیا کہ اہلسنت ہی ناجی فرقہ ہے اور بس اور ترجمۂ قرآن کا مقصد بھی ہے کہ اس سے عوام کو راہِ حق اور مذہب مہذب اہلسنت کی رہبری کی جائے۔ بخلاف دوسرے تراجم کے کہ ان کو سامنے رکھا جائے تو آئینہ کی طرح صاف شفاف نظر آئے گا کہ یہ مترجمین معتزلی

ہیں یا اعتزال کے حامی صرف انہی دو آیتوں کے تراجم آئینہ ملاحظہ ہوں۔

آیت نمبر۱: ''ہم جان لیں'' (سرسید علی گڑھ: ماہنامہ دار العلوم ۱۹۷۱ء) ''ہم معلوم کرلیں'' (ڈپٹی نذیر احمد) ''ہمیں معلوم ہو جائے'' (مرزا حیات)

آیت نمبر۲: ''ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو'' (شیخ دیوبند محمود الحسن) ''حالانکہ ابھی خدا نے تم میں جہاد کرنے والوں تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں اور یہ کہ وہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے۔ (فتح محمد جالندھری)

فائدہ: نمونہ کے طور پر یہ دو ترجمے پڑھ کر تعصب نہ ہو تو ناظرین ماننے پر مجبور ہوں گے کہ صرف اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا ترجمہ ترجمۂ قرآن کہلانے کا حق رکھتا ہے باقی تراجم زمین میں دفن کر دیئے جائیں تاکہ جو گمراہ فرقے مرکر مٹی میں مل گئے ہیں وہ آج کے آزادی کے دور میں ان تراجم سے تقویت پا کر سر نہ اُٹھا سکیں۔

معتزلہ کی دوسری تائید

معتزلہ کے عقیدہ کی تائید میں دوسرے مترجمین نے لعلّ نے ترجمہ میں غلطی کی ہے چنانچہ چند تراجم ملاحظہ ہوں۔

"یاایها الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذی من قبلکم لعلکم تتقون"۔

ترجمہ: اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ (ترجمہ شیخ دیوبندی محمود الحسن) اسی طرح دیگر مترجمین کا حال ہے۔ حالانکہ اس ترجمہ کا قاضی بیضاوی مشہور درسی کتاب سے رد موجود ہے وہ

لکھتے ہیں "لم یثبت فی اللغۃ مثلہ" لغت میں اس کی مثال ثابت نہیں کہ اس
میں لعلّ بمعنی گئے (تاکہ) مستعمل ہوا ہے باوجود یہ کہ درسی کتاب میں اس
کا رد موجود ہے لیکن ان یتامیٰ سے غلطی سرزد ہوئی جس سے پڑھنے والا مترجم کی
جہالت کے علاوہ یقین کرے گا کہ یہ ترجمہ کسی معتزلی کا ہے۔ اور پھر اس سے اللہ تعالیٰ
کی گستاخی کا بین ثبوت ہے کہ وہ اپنے بندوں سے عبادت کی امیدوں میں ہے حالانکہ
مسلمان مدعی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں اور نہ ہی وہ کسی کی عبادت کا محتاج ہے
اور دوسری گستاخی یہ ہوگی کہ امید کی وابستگی لاعلمی ثابت کرتی ہے۔ (وھو علوا کبیرا)

لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ایسا پیارا ترجمہ کیا کہ جس سے اہلسنت کے
مسلک کی بھی تائید ہے اور مخالفِ اسلام کو بھی اعتراض کی گنجائش نہیں۔ آپ نے اسی
ترجمہ کو لکھا "اے لوگو اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ
امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔"

خدا کا مکر (معاذ اللہ)

بھلا کوئی یہ گوارہ کرسکتا ہے کہ بزعم خویش اس کی کسی ممتاز شخصیت کو دغا باز،
چالباز، مکار کہا جائے تو کتنا دکھ پہنچے گا اور کہنے والے پر سرزنش اور ملامت نہیں بلکہ
ڈنڈے برسائے جائیں گے اگرچہ بولنے والے ہزاروں قسمیں کھائے کہ اس سے
میری مُراد یہ تھی اور مری نیت یہ نہیں تھی تو کوئی نہیں مانے گا۔ لیکن قرآن کے ترجمان
سے یہی الفاظ اگر تحریر سے مل جائیں تو ناقد غیر جانبدار یہ ترجمہ کس کھاتے میں ڈالے
گا۔ بقول علامہ زرقانی ایسا شخص ملحد بے دین ہے یا جاہل غبی ہوگا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

"ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین" (پارہ ۳، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے
بہتر ہے۔ (شیخ دیوبند محمود الحسن)

اور ایسے ہی دوسرے تراجم کا حال ہے، لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اللہ
تعالیٰ کی بارگاہ کا ادب سامنے رکھ کر ترجمہ کیا "اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان
کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔"

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے لغوی معنی کو بھی نبھایا اور ادب بارگاہِ الٰہی کا دامن
بھی نہ چھوڑا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے پہلے مترجمین سے اس طرح کی گستاخی
الوہیت منقول ہے آپ کے بعد والے مکر کے معنیٰ کو صرف تدبیر کے معنی میں لائے وہ
الوہیت کی گستاخی سے تو بچے لیکن لغوی معنیٰ سے ترجمہ قرآن کا حق نہ ادا کرسکے کیونکہ
مکر کا معنی صرف تدبیر کہیں نہیں آیا۔ ایسے ترجمہ سے مترجم کی لاعلمی اور جہالت
تو ظاہر ہوگی۔

اُلوہیت کے ادب کو رسالت کے ادب پر فوقیت کا نمونہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور آپ کے معتقدین پر غلو کا طعنہ زوروں پر ہے حالانکہ یہ
بھی تعصب پر مبنی ہے کیوں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اپنے ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف
سے ہر جگہ خطاب نبوی میں تم کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور آپ کے مخالفین نے لفظ آپ
کا۔ یہ بھی بارگاہِ الٰہی کے ادب اور بے ادبی کا مسئلہ ہے کیونکہ لفظ آپ کا خطاب ادنیٰ اعلیٰ
کو کرتا ہے اور اگر اعلیٰ ادنیٰ کو اس طرح کا خطاب کرتا ہے تو آپ کے بجائے تم بولتا ہے۔

آدابِ رسالت

بقول علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ مترجمین میں بہت سے ایسے گذرے ہیں جن کا مقصد صرف اور صرف اسلام کی مضبوط دیوار کو کھوکھلا کرنا تھا اور یہی کیفیت تا قیامت رہے گی۔ ان غلط کاروں کی نشان دہی بھی ان کے تراجم سے ہو سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ اسلام دشمنوں کا سب سے بڑا حربہ اُلوہیت کے بعد رسالت ہے چنانچہ ہم چند تراجم کی نشاندہی کرتے ہیں پھر ان کے ساتھ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا ترجمہ بھی ساتھ لکھ دیا جائے گا تا کہ قارئین آسانی سے سمجھ سکیں کہ کون سا ترجمہ مبنی بر صحت عقائد اسلام ہے اور کون سا عقائد اسلام کے خلاف۔

سورہ طٰہٰ میں ارشادِ خداوندی ہے۔ ''وعصیٰ ادم ربہ فغویٰ'' اس کا ترجمہ مولوی عاشق علی دیوبندی نے یوں کیا ہے۔ ''اور آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی پس گمراہ ہوئے۔'' دیکھو اس ترجمہ میں اللہ کے ایک معصوم نبی کو گمراہ قرار دیا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ''اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اُس کی راہ نہ پائی۔''

فائدہ: آیت کے ترجمہ میں مولوی عاشق الٰہی نے آدم علیہ السلام کو گمراہ لکھ دیا۔ لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ترجمہ میں ہی عصمتِ انبیاء کے عقیدہ کو ملحوظ رکھا۔

''قالوا تاللہ انک لفی ضللک القدیم ۵'' (پارہ ۱۳، رکوع ۵)

ترجمہ: لوگ بولے قسم اللہ کی تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے۔ (محمود الحسن دیوبندی)

ترجمہ: وہ (پاس والے) کہنے لگے کہ بخدا آپ تو اپنے اُسی پُرانے غلط خیال میں مُبتلا ہیں۔'' (اشرف علی تھانوی)

ترجمہ: بیٹے بولے خُدا کی قسم آپ اپنی اسی پُرانی خود رفتگی میں ہیں۔ (اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ)

عربی میں لفظ ضلال کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ اس کے معنی مغلوب ہونا اور گمراہ ہونا کے بھی ہیں اور لفظ ضلالت محبت وارفتگی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

''ووجدک ضالا فھدیٰ'' (والضحیٰ آیت ۷)

ترجمہ: اور پایا آپ کو بھٹکتا ہوا اور پھر راہ سجھائی۔ (محمود الحسن دیوبندی)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا، سو آپ کو (شریعت کا راستہ) دکھلایا۔ (اشرف علی تھانوی)

ترجمہ: اور تمہیں ناواقفِ راہ پایا اور پھر ہدایت کی۔ حاشیہ میں رقمطراز ہیں کہ (معاذ اللہ) آپ ﷺ جاہل معاشرہ میں گم ہو کر رہ گئے تھے۔ (مودودی)

ترجمہ: اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ (اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ)

انتباہ: دوسرے مترجمین نے حضور اکرم ﷺ اور یعقوب علیہ السلام کو گمراہ ثابت کیا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ترجمہ میں یہ بات نہیں بلکہ عصمتِ نبوت کے ساتھ ادب کا دامن بھی تھاما گیا ہے۔

بلکہ بعض اداروں کے نام کچھ ایسے رکھے جاتے ہیں جن کے الفاظ سے سمجھا جائے کہ ادارے صرف قرآن مجید کے معانی و مطالب کے لئے ہیں حالانکہ ان کے ترجمہ کو دیکھا جائے تو سراسر گمراہی ہی گمراہی مثلاً کراچی میں ایک ادارہ کا نام ہے ''ادارہ اشاعۃ القرآن والحدیث'' اس کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

(۱) فلما را الشمس بازغة قال هذا ربی۔

(پس جب دیکھا ابراہیم نے سورج کو روشن کہا یہی ہے پروردگار میرا)

(۲) ولقد همت به وهم بها۔ (الایة)

(تحقیق قصد کیا اس عورت نے ساتھ یوسف کے اور قصد کیا یوسف نے ساتھ اس کے)

(۳) لیغفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر

(تاکہ بخشے خدا پہلے گناہوں تیرے سے اور جو کچھ پیچھے ہو)

(۴) ووجدك ضالا فهدیٰ (اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی)

(قرآن مجید مترجم ادارہ اشاعۃ القرآن والحدیث کراچی وغیرہ)

لہٰذا ان آیات سے ابراہیم علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، حضور علیہ السلام سب گنہگار وگمراہ ثابت ہوئے۔ **(نعوذ باللہ من ذالک)**

واہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا شاندار ترجمہ کیا جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر کسی قسم کا دھبہ نہیں لگتا مثلاً:

(۱) آیت: "جب سورج جگمگاتا دیکھا، بولے اِسے میرا رب کہتے ہو۔"

(۲) آیت: "بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا، اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔"

(۳) آیت: "تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔"

(۴) آیت: "اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا، تو اپنی طرف راہ دی۔"

ہر آیت کا کتنا عالمانہ عارفانہ محتاط اور ادب آموز ترجمہ مبارکہ ہے جس میں ہر ہر پہلو کو ملحوظ رکھ کر علم وعقیدہ کا حسین امتزاج پیش کیا گیا ہے۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تحسین وآفرین کی وجہ

اشاعۃ القرآن کے ترجمہ کی خامی اوپر عرض کردی ہے اب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ترجمہ کی خوبی ملاحظہ ہو:

آیت نمبر ۱: کا ترجمہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سورج وغیرہ کو خود اپنا رب نہیں کہا۔ بلکہ اپنے مخاطب مشرکین سے فرمایا کہ تم اسے میرا رب کہتے ہو؟

آیت نمبر ۲: کا ترجمہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے عورت کا کوئی قصد نہیں کیا، "قصد کرلیتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتا" لیکن چونکہ اپنے رب کی دلیل دیکھ لی، اس لئے قصد کی نوبت ہی نہیں آئی۔

آیت نمبر ۳: کا ترجمہ ہے کہ پیارے حبیب تو گناہوں سے معصوم ہیں البتہ "ان کے سبب سے ان کے اگلوں پچھلوں کے گناہ بخشے جائیں گے۔"

آیت نمبر ۴: کا ترجمہ ہے کہ پیارے حبیب "تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا، تو اپنی طرف راہ دی" تم راہِ ہدایت بھولنے والے نہیں۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ

ان آیات میں امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے قرآن کی ترجمانی کا بھی حق ادا کردیا ہے اور عقیدہ اسلامی یعنی عصمتِ انبیاء علیہم السلام کو بھی آنچ نہیں آنے دی۔ بخلاف دوسرے تراجم کے کہ ان میں گو ترجمہ الفاظ کے مطابق

ہوگا لیکن عقیدۂ اسلام کے تو سراسر خلاف ہے یہاں تک کہ اگر کوئی سطحی طور ان کا سادہ ترجمہ دیکھے گا تو لازماً گمراہی کا شکار ہوگا اگر غیر مسلم پڑھے گا تو یا اس کی گمراہی میں اضافہ ہوگا ورنہ کم از کم اسلام کے محاسن کو قبائح تصور میں لائے گا اور سمجھے گا جب ان کا قرآن اللہ تعالیٰ اور انبیاء کی بے ادبی و گستاخی سکھاتا ہے تو ایسے اسلام کو دور سے سلام ۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی داد دیجئے کہ آپ نے قرآن مجید کی صحیح ترجمانی فرمائی۔ عصمت وشانِ رسالت کا تحفظ کیا اور اعتقادی گمراہیوں کا استیصال بھی فرمایا۔

موازنہ تراجم

ذیل میں فقیر مزید چند آیاتِ قرآنی کے مختلف تراجم اولاً بلا تبصرہ درج کر کے پھر مختصر تبصرہ عرض کرے گا تاکہ ذکی الطبع اور کند ذہن ہر دونوں کو انصاف کا موقعہ نصیب ہو۔

شانِ اُلوہیت پر نقائص تراجم

صرف نمونہ کے طور پر ایک آیت کا موازنہ حاضر ہے۔

ویمکرون ویمکر اللہ

(پارہ ۹ سورۂ انفال)

(۱) ترجمہ: اور وہ اپنی چال چل رہے ہیں۔ اور اللہ اپنی چال چل رہا ہے۔ (مودودی)

(۲) ترجمہ: اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی داؤ کرتا ہے۔ (محمود الحسن دیوبندی)

(۳) ترجمہ: اور مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ (وحید الزمان غیر مقلد)

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ

ان تراجم میں اللہ تعالیٰ پر مکر اور داؤ اور چال چلنے جیسی قبیح صفتوں کا اطلاق کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیس وتنزیہ کے بالکل خلاف ہے جب کوئی اسلام ناآشنا ان تراجم کو پڑھے گا تو کہہ اُٹھے گا کہ کیسا خدا ہے جو مکر اور داؤ کرتا ہے اور دشمن اسلام تو ان تراجم سے پھبتیاں اڑاتا ہے جیسا کہ ستیارتھ پرکاش نے ایسی آیات چن چن کر اسلام کا مذاق اڑایا ہے۔ (ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ لاہور باب نمبر ۱۴)

غور فرمائیے ان تراجم میں حفظ مراتب وشانِ اُلوہیت سب کچھ نظر انداز کر دیئے عامیانہ طریقہ اور بازاری قسم کے الفاظ ہیں۔ اللہ جل شانہٗ کا چال چلنا۔ داؤ کرنا۔ دغا دینا۔ فریب دینا۔ ہنسی مذاق اور دل لگی کرنا بلا جھجک اور بے دھڑک لکھ دیا گیا ہے۔ طرفہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی تنقیص کو پکا کرنے کے لئے عکسی حمائل شریف مترجم (مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور) میں پہلی آیت کے تحت مولوی محمود الحسن کے مذکورہ ترجمہ کے حاشیہ پر معاذ اللہ خدا تعالیٰ کے ہنسی کرنے پر مزید لکھا ہے کہ ’’ہنسی اور تمسخر کا انتساب ذاتِ باری کی طرف بائبل (انجیل) میں بھی ہے۔ ’’میں تمہاری پریشانیوں پر ہنسوں گا۔‘‘ ’’اور جب تم پر دہشت غالب ہوگی تو میں ٹھٹھے ماروں گا۔‘‘

(ولاحول ولاقوۃ الاباللہ)

ایک تو پہلے ترجمہ غلط۔ دوسرا تحریف شدہ بائبل کے بالکل بازاری وعامیانہ ترجمہ سے تائید۔ تیسرا خدا تعالیٰ کا اپنی مخلوق کی پریشانی پر ہنسنا اور ان کے دہشت زدہ ہونے پر ٹھٹھے مارنا۔ یہ کلام خداوندی کا ترجمہ ہے یا کوئی ناول نویسی وافسانہ نگاری۔

ایسی باتیں تو ایک عام متقی اور شریف آدمی کے اخلاق سے بھی بعید ہے چہ جائیکہ منزہ و مقدس ذات کی طرف انہیں منسوب کیا جائے۔

کمالِ اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ)

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے لغات کی چھان بین کر کے ایسا نفیس ترجمہ فرمایا کہ ترجمہ قرآن کا حق بھی ادا کر دیا اور شان اُلوہیت پر حرف بھی نہ آنے دیا۔ کنز الایمان میں آپ نے لکھا کہ:

''اور وہ اپنا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔'' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے لئے مکر کا معنی ''خفیہ تدبیر'' لکھا اور لسان العرب لغت کی مستند کتاب میں مکر کا معنی لکھا ہے۔ ''**التدبیر الخفی**''، یعنی ''خفیہ تدبیر'' ان لوگوں نے لغات دیکھنے کے بجائے مولوی اسماعیل دہلوی کا معنی لے لیا جو اس نے ''**ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین**'' میں مکر کا معنی مکر ہی کیا۔ (تقویۃ الایمان)

نبوت پر حملہ

جو برادری توحید کی علمبردار ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی تنقیص میں کسر نہیں چھوڑ رہی ان کے حملوں سے شان نبوت کیسے بچ سکتی ہے۔ ان کے تراجم میں سے صرف دو آیتیں حاضر ہیں۔

آیت نمبر ۱:

ووجدك ضالا فهدىٰ۔ ٥

(پارہ ۳۰ سورۃ الضحیٰ، آیت ۷)

☆ ترجمہ: اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دی۔ (شاہ عبدالقادر)

☆ ترجمہ: اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی۔ (شاہ رفیع الدین)

☆ ترجمہ: و یافت ترا راہ گم کردہ یعنی شریعت نمی دانستی پس راہ نمود۔ (شاہ ولی اللہ)

☆ ترجمہ: اور آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتایا۔ (عبدالماجد دریابادی دیوبندی)

☆ ترجمہ: اور تم کو دیکھا کہ راہِ حق کی تلاش میں بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہو تو تم کو دین اسلام کا سیدھا راستہ دکھا دیا۔ (دیوبندی ڈپٹی نذیر احمد)

☆ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو آپ کو (شریعت کا) راستہ بتلا دیا۔ (اشرف علی دیوبندی تھانوی)

☆ ترجمہ: اور تم کو بھٹکا ہوا پایا اور منزل مقصود تک پہنچایا۔

(مقبول شیعہ، پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۷)

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ

آیت مذکورہ میں لفظ ''ضالا'' استعمال ہوا ہے۔ اس کے مشہور معنی گمراہی اور بھٹکنا ہیں۔ چنانچہ بعض اہل قلم نے مخاطب پر نوکِ قلم کے بجائے خنجر پیوست کر دیا۔ یہ نہ دیکھا کہ ترجمہ میں کس کو راہ گم کردہ، بھٹکتا، بے خبر، راہ بھولا کہا جا رہا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی عصمت باقی رہتی ہے یا نہیں۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں، یہ صاحبان تفاسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد ترجمہ کرتے یا کم از کم اس آیت کا سیاق و سباق (اوّل و آخر) ہی بغور دیکھ لیتے۔ اندازِ خطاب باری تعالیٰ ہی پر نظر ڈال لیتے۔

حالانکہ ضالا سے پہلے ''**ماودعك ربك وماقلىٰ وللاخرة**

"خیر لک من الاولیٰ۔" تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے، موجود ہے اس کے بعد ہی رسول ذیشان کی گمراہی کا ذکر کیسے آگیا۔ ناظرین غور کریں حضور ﷺ اگر کسی لحظہ گمراہ ہوتے تو راہ پر کون ہوتا۔ یا یوں کہئے جو خود گمراہ رہا ہو، بھٹکتا پھر رہا ہو، راہ بھولا ہوا ہو، وہ ہادی کیسے ہوسکتا ہے؟

جب کہ خود قرآنِ مجید میں نفی ضلالت کی صراحت موجود ہے۔

"ماضل صاحبکم وماغوی۔"

(پارہ ۲۷، سورۂ نجم، آیت ۲)

یعنی تمہارے صاحب (محمد ﷺ) نہ گمراہ ہوئے اور نہ بے راہ چلے۔ جب اللہ تعالیٰ اس آیت میں حضور نبی پاک ﷺ کی بے رہروی (گمراہی) کی خود نفی فرما رہا ہے تو پھر اسے دوسرے مقام پہ کیسے ضال (گمراہ) فرمائے گا۔

لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے لفظی ترجمہ بھی وہ لیا جو تنقیصِ رسالت پر دال ہو حالانکہ ضال صرف گمراہ کے معنی میں نہیں اسکے اور معانی بھی ہیں جنہیں فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہ) آگے چل کر عرض کرے گا۔ تو پھر چن کر ہی معنیٰ کیا جو تنقیص رسالت پر دلالت کرے بھلا ان تراجم کو دیکھ کر مخالفِ اسلام کیسے اسلام قبول کرے گا۔ وہ تو کہے گا جب نبی ﷺ خود گمراہ ہے (معاذ اللہ عزوجل) تو دوسروں کو خاک راہ دکھائے گا۔

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

جو خود گمراہ ہے دوسرے کو کیا رہبری کرے گا

اعلیٰ حضرت کا کمال

امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا پیارا ترجمہ کیا جو لغات عرب کے بھی عین مطابق ہے اور شانِ نبوت کے بھی نہ صرف شایان ہے بلکہ نبوت کے رفیع المنزلت پر دال ہے۔ آپ نے کنز الایمان میں ترجمہ کیا "اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔"

اور ضال کے معنیٰ وارفتہ لغت میں موجود ہے۔ اس کی تفصیل آئے گی۔ (ان شاء اللہ عزوجل)

آیت نمبر ۲

"انافتحنالک فتحامبینالیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتأخر۔"

(پارہ ۲۶، سورۂ الفتح، آیت ۱)

☆ ترجمہ: ہم نے فیصلہ کردیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تاکہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔ (شاہ عبد القادر)

☆ ترجمہ: تحقیق فتح دی ہم نے تجھ کو فتح ظاہر تاکہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں سے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔ (شاہ رفیع الدین)

☆ ترجمہ: ہر آئینہ ما حکم کردیم برائے تو بفتح ظاہر عاقبت فتح آنست کہ بیامرزد ترا خدا آنچہ کہ سابق گذشت از گناہ تو و آنچہ پس ماند۔ (شاہ ولی اللہ)

☆ ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تاکہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کردے۔ (عبد الماجد دریابادی دیوبندی)

☆ ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ یہ حدیبیہ کی صلح کیا ہوئی درحقیقت ہم نے تمہاری کھلم

کھلا فتح کرادی تا کہ تم اس فتح کے شکریہ میں دینِ حق کی ترقی کے لئے اور زیادہ کوشش کرو اور خدا اس کے صلہ میں تمارے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردے۔

(ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح دی تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔(اشرف تھانوی دیوبندی)

ترجمہ: اے محمد ﷺ ہم نے تم کو فتح دی، فتح بھی صریح وصاف تا کہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔(فتح محمد جالندھری، یہ ترجمہ محمود الحسن کا ہے)

تبصرہ اُویسی غفرلہ'

تراجم مذکورہ پر ناظرین غور فرمائیں کہ ان میں رسالت مآب ﷺ کی کس قدر بے ادبی پائی جاتی ہے ان عام تراجم سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبیؑ معصوم ماضی میں بھی گنہگار تھا۔ مُستقبل میں بھی گناہ کرے گا۔ مگر فتح مبین کے صدقے میں اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہو گئے۔ اور آئندہ گناہِ رسول معاف ہوتے رہیں گے۔

یہ فتح مبین آپ کو نہ دی گئی ہوتی تا کہ آپ کے گُناہوں پر ستاری کا پردہ پڑا رہتا۔ اس معصوم کے تمام مخفی گناہ ترجمہ پڑھنے والوں کے سامنے آشکار ہو گئے اور معلوم ہوا کہ آئندہ بھی گناہ سرزد ہوتے رہیں گے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان گناہوں کی معافی کی پیشگی ضمانت ہوگئی ہیں۔ مفسرین نے جو معنی بیان کئے ہیں اس کے مطابق انہوں نے ترجمہ کیوں نہیں کیا۔ ترجمہ پڑھنے والوں کی گمراہی کا کون ذمہ دار ہے؟ جب نبی معصوم گنہگار ہو تو لفظ عصمت کا اطلاق کس پر ہوگا۔؟ عصمت انبیاء

کا تصور اگر جُو و ایمان ہے تو کیا گنہگار خطا کار نبی ہو سکتا ہے؟ اقوالِ صحابہ مفسرین کی توجیہات سے ہٹ کر ترجمہ کرنے پر کس نے آپ کو مجبور کیا۔ ایک عربی یہودی یا نصرانی یا ہمارے یہاں جنہوں نے عربی زبان پڑھی ہے وہ بھی اس قسم کا ترجمہ کر سکتے ہیں تو آپ جو کہ عالمِ دین کہلاتے ہیں تفاسیر اور حدیث وفقہ کی تعلیم سے آراستہ ہیں۔ بغیر سوچے سمجھے لفظ بلفظ ترجمہ کردیں تو آپ میں اور اُن میں کیا فرق ہوگا۔؟ افسوس تو اس بات کا ہے کہ بعض صاحبان نے اپنے خیال وگمان پر چن چن کر واضح کیا کہ معاذ اللہ حضور ﷺ میں عیوب ہیں چنانچہ، ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ مطبوعہ تاج کمپنی نمبر پی ۱۴۱ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مکمل فہرست دی گئی ہے۔ اس فہرست کے حصہ دوم باب ۵ کا عنوان (سُرخی) یہ ہے۔ "حضور ﷺ پر جو خدا کی طرف سے عتاب ہوا یا آپ کی کسی بات پر گرفت ہوئی" حوالے کے طور پر آیات پیش کی گئی ہیں۔ اس سے آپ اُن کی اللہ کے محبوب ﷺ کی طرف سے دِلی عداوت و بغض کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کا کمال

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے ایسا نفیس ترجمہ فرمایا ہے کہ جس میں کسی قسم کی الجھن نہیں آپ کنزالایمان میں لکھتے ہیں کہ "بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تا کہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور تمہارے پچھلوں کے۔" ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت کا جوشِ عقیدت جناب ختمی مرتبت کے لیے اپنے کمال پر ہے۔ اُن کو بھی ترجمہ کے وقت یہ تشویش ہوئی ہوگی کہ عصمتِ رسول ﷺ پر حرف نہ آئے اور قرآن کا ترجمہ بھی صحیح ہو جائے۔ وہ عقیدت

بھری نگاہ جو آستانہ رسول پر ہمہ وقت بچھی ہوئی ہے اُس نے دیکھا کہ "لک"
میں "ل" سبب کے معنی میں مستعمل ہوا ہے لہٰذا جب حضور ﷺ کے سبب سے گناہ
بخشے گئے تو وہ شخصیتیں اور ہوئیں جن کے گناہ بخشے گئے۔ اہلِ بصیرت کے لئے اشارہ
کافی ہے۔ معنویت سے بھرپور روشن فتح کے مطابق ترجمہ فرمادیا۔ اس کی تفصیل آئے
گی۔ (ان شاء اللہ عزوجل) بہر حال ان لوگوں نے تنقیصِ رسالت پر پورا زور
لگایا ایک اور آیت ملاحظہ ہو:

آیت نمبر۳

"فان یشآء اللہ یختم علی قلبك۔"

(پارہ ۲۵، شوریٰ، آیت ۲۴)

☆ ترجمہ: پس اگر خواہد خدا مہر نہد بر دل تو (شاہ ولی اللہ)

☆ ترجمہ: اگر خدا چاہے تو اے محمد تمہارے دل پر مُہر لگادے۔ (فتح محمد جالندھری)

☆ ترجمہ: پس اگر چاہتا اللہ، مُہر رکھ دیتا اوپر دل تیرے کے۔ (شاہ رفیع الدین)

☆ ترجمہ: سو اگر اللہ چاہے مُہر کردے تیرے دل پر۔ (شاہ عبدالقادر)

☆ ترجمہ: تو اگر اللہ چاہے تو آپ کے قلب پر مُہر لگادے۔ (عبدالماجد دریابادی دیوبندی)

☆ ترجمہ: سو خدا اگر چاہے تو آپ کے دل پر بند لگادے۔ (سابقہ ترجمہ)

☆ ترجمہ: دل پر مُہر لگادے۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)

تبصرہ اُویسی غفرلہ

تمام تراجم سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ "ختم اللہ علی قلوبھم"
کے بعد مُہر لگانے کی کوئی جگہ تھی تو یہی تھی۔ صرف ڈرا دھمکا کر چھوڑ دیا۔ کس
قدر بھیانک تصور ہے وہ ذاتِ اطہر کہ جس کے سر مبارک پر اسریٰ کا تاج رکھا گیا۔ آج
اس سے فرمایا جا رہا ہے کہ ہم چاہیں تو تمہارے دل پر مُہر لگادیں۔

مُہر کے اقسام

مہر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ جو "ختم اللہ علی قلوبھم"
میں استعمال ہوئی اور دوسری خاتم النبین کی۔

کاش تمام مترجمین تفاسیر کی روشنی میں ترجمہ کرتے تو اُن کی نوکِ قلم سے
رحمتِ عالم کا قلبِ مُبارک محفوظ رہتا۔ حضور اکرم ﷺ کا قلبِ مُبارک کہ جس پر اللہ
تعالیٰ کی رحمت اور انوار کی بارش ہو رہی ہے جس دل کو ہر شے سے محفوظ کیا گیا ہے اس
آیت مُبارک میں اس کی مزید توثیق (وضاحت) کردی گئی۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت
رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یوں ترجمہ فرمایا!

"اور اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت وحفاظت کی مہر لگادے۔" (کنز الایمان)

اعتراضات کے جوابات

سوال: "مولوی احمد رضا نے جب اپنا ترجمہ قرآن کنز الایمان کے نام سے پیش
کیا تو اُس وقت بھی بہت سے اردو ترجمے موجود تھے ان حالات میں ایک نئے اردو

ترجمہ کی کیا ضرورت تھی۔" (جمیل نذیری، رضا خانی ترجمہ وتفسیر پر ایک نظر صفحہ ۱۱۹)

جواب: یہ سوال محض معاندانہ وجاہلانہ روش پر مبنی ہے۔ اس کا اندازہ لگانے کے لئے ملاحظہ ہو دیوبندیوں کے شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی صدر المدرسین دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں "بندہ کے احباب میں اول مولوی عاشق الٰہی سلمہ ساکن میرٹھ نے ترجمہ کیا اس کے بعد مولانا اشرف علی صاحب نے ترجمہ کیا، احقر نے دونوں ترجموں کو تفصیل سے دیکھا ہے جو جملہ خرابیوں سے پاک وصاف اور عمدہ ترجمے ہیں۔"

اب مذکورہ بالا عبارت پر معترض کے انداز میں یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ جب مولوی عاشق الٰہی کا ترجمہ پہلے سے موجود تھا تو مولوی اشرف علی تھانوی نے کون سی کمی محسوس کی کہ ایک دوسرے ترجمہ کی ضرورت پڑی۔ مولوی عاشق الٰہی نے ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء میں ترجمہ پیش کیا اور مولوی اشرف علی تھانوی نے ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء میں ترجمہ پیش کیا۔ یہیں سے بس نہیں بعد میں چل کر حضرت شیخ الہند نے بھی تھانوی صاحب کے ترجمے کے چار سال بعد ترجمہ کرنا شروع کیا جس کی ابتداء ۱۳۲۷ھ ۱۹۰۹ء سے ہوتی ہے اور تکمیل ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء میں۔

گویا کہ دس سال کی جہد مسلسل کے بعد یہ ترجمہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ مزید چند ترجموں کی ایک مختصر سی فہرست پیش خدمت ہے، جو مذکورہ تینوں ترجموں کے بعد وجود میں آئے۔

مولوی احمد حسین ندوی کا ترجمہ ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء میں لکھا گیا...... مولوی عبد الماجد دریابادی کا ترجمہ ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۴ء میں لکھا گیا...... اور مولوی احمد سعید دہلوی کا ترجمہ ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء میں لکھا گیا...... اس کے بعد بھی بعض علماء دیوبند نے مزید ترجمے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے متعدد تراجم پیش کیے۔

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ترجمہ کی ضرورت

سب کو معلوم ہے کہ شاہ عبد القادر وشاہ رفیع الدین کے تراجم میں پرانی اردو کے علاوہ وہابیت گھسیڑی گئی اور بعض مقامات اسلامی رُوح کے منافی تھے کیونکہ یہ ترجمے دراصل وہابیوں نے کیے اور نام ان دونوں بزرگوں کا ظاہر کیا اس کی تحقیق فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہٗ) کی تصنیف "مسلک شاہ ولی اللہ" میں پڑھئے۔

ان ترجموں کے بعد ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کا ترجمہ قرآن مجید شائع ہوا۔ لیکن انہوں نے ترجمہ میں جابجا محاورات گھسیٹ کر قرآنِ حکیم کے مطالب کو ہی گم کر دیا اور اکثر مقامات پر اپنے نیچری خیالات کو بھی داخل کر دیا۔ اس کے بعد دیوبندیوں اور وہابیوں کے تراجم منظر عام پر آئے تو وہ بھی وہابیت کے ترجمان بن بیٹھے بلکہ بعض مقامات پر ایسی ٹھوکریں کھائیں کہ قاری یقین کر لیتا ہے کہ یہ صاحبان غیر شعوری میں ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ یہاں صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں کچھ نمونے پہلے عرض کر دیئے ہیں۔

"فظن ان لن نقدر علیه۔" (پارہ ۱۷، سورۂ انبیاء، آیت ۸۷)

ترجمہ: "پھر سمجھا نہ پکڑ سکیں گے اس کو۔" (مولوی محمود الحسن دیوبندی)

اس آیت میں محمود الحسن صاحب نے "نہ پکڑ سکیں گے اس کو" کے جو الفاظ لکھ دیئے ہیں ان سے یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ غالباً یونس علیہ السلام کا خیال تھا کہ خدا کی ذات ان پر قابو نہ پا سکے گی، ان جیسے جلیل القدر پیغمبر علیہ السلام کے متعلق تو کجا کسی عام مسلمان کے متعلق بھی یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنے مقابلہ میں خدا کی گرفت

وعاجز اور درماندہ خیال کرے ایسا عقیدہ تو کفر ہے۔امام احمد رضا خان محدث
بریلوی قدس سرہ نے ایسا ترجمہ کیا جو لغت کے عین مطابق ہے اور یونس علیہ السلام
کے بارے میں بھی غلط تصور نہیں ہوسکتا۔چنانچہ آپ نے لکھا،"تو گمان کیا (یونس علیہ
السلام) نے کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے۔" (کنزالایمان)

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ

اعلیٰ حضرت نے لکھا"ہم اس پر تنگی نہ کریں گے۔" کتنے حسین الفاظ
میں حقیقی مفہوم ادا کیا ہے۔ایک محب اپنی محبت کے زعم میں یقیناً یہ خیال کرسکتا ہے کہ
محبوب ازل اسے کسی تنگی میں مبتلا نہیں کرے گا دراصل نقدرر کا مادہ قدر ہے بمعنی
تقدیر اور بمعنی تنگی۔ترجمہ کرتے وقت مترجم اپنے عقیدے پر ترجمہ کرتا ہے اعلیٰ حضرت
کو انبیاء علیہ السلام کی عقیدت نے مجبور کیا انہوں نے قدر بمعنی تنگی کیا اور اس معنی کی
تائید لغات کے علاوہ قرآن مجید میں بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"**یبسط الرزق
لمن یشآء من عبادہ ویقدر**۔" (القصص،۸۲)
ترجمہ:"اللہ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی
فرماتا ہے۔"قدر بمعنی تنگی نہ صرف اسی آیت میں ہے بلکہ متعدد آیات میں ہے قرآن
مجید کی ایک اور آیت میں ہے۔"**ومن قدر علیہ رزقہ**۔" یعنی جس شخص
پر رزق تنگ کردیا گیا۔اس آیت میں قدر بمعنی تنگی ہے اسی طرح ایک اور آیت
"**واما اذا ما ابتلہ فقدر علیہ رزقہ**" ترجمہ"کسی شخص کو جب اللہ تعالیٰ نے
تنگی رزق میں مبتلا کیا۔اس آیت میں بھی قدر بمعنی تنگی ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت

یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں رکھ کر اس قدر شدید تنگی میں مبتلا کیا کہ کسی اور شخص
کو ایسی شدید تنگی میں مبتلا نہ کیا تھا۔اور اسی طرح ان کا غصہ ٹھنڈا کردیا اور زجاج نے یہ
کہا کہ اس آیت میں قدر بمعنی قضاء وقدر اور تقدیر کے ہے۔یعنی حضرت یونس علیہ
السلام نے یوں گمان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یوں (بلا اجازت جانے پر) ان کے لئے
مچھلی کے پیٹ میں رکھنے کی جو تنگی مقدر فرمائی ہے اس کو ٹال دے گا اور انہوں نے
کہا کہ قدر بمعنی تقدیر کے بھی آتا ہے اور اسی طرح تفسیر میں بھی آتا ہے۔
خلاصہ یہ کہ دونوں معنی لغت میں مشہور ہیں قدر بمعنی تقدیر بھی اور قدر بمعنی
تنگی بھی۔اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ اس آیت سے کیا مراد ہے لیکن جس شخص
نے اس آیت میں قدر کو قدرت سے ماخوذ مان کر کہا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے
یوں گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو پکڑ نہ سکے گا۔تو یہ ناجائز ہے اور اس معنی کا گمان
کرنا کفر ہے۔کیونکہ اللہ کی قدرت میں ظن کرنا شک کرنا ہے اور اس کی قدرت
میں شک کرنا کفر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو اس قسم کے گمان سے
محفوظ اور معصوم رکھا ہے۔
اور اس آیت کا یہ معنی وہی شخص کرسکتا ہے جو لغتِ عرب اور اس کے
محاورات سے جاہل ہو۔مذکورہ بالا بیان (لسان العرب جلد ۵،صفحہ ۷۷) کی تلخیص
ہے تاکہ غیر جانبدارانہ طور پر سمجھا جاسکے کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ میں کتنی نفاست ہے
اور دوسروں کے تراجم کتنے گندے عقائد کی غلاظت سے بھرے ہیں۔
اندریں حالات ملت اسلامیہ کے لئے قرآن مجید کے ایک صحیح، سلیس
اور بامحاورہ ترجمہ کی اشد ضرورت تھی۔آخر اس ضرورت کو احسن طور پر پورا کرنے کی

سعادت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمٰن کو نصیب ہوئی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ' نے ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء میں قرآن مجید کا ایسا شاندار ترجمہ پیش کیا جس کے لئے کہا جا سکتا ہے، **ہست قرآں درزبان اردوی۔**

اس طویل تقریر سے مخالف کو نہ صرف سوال کا جواب ملا بلکہ اگر مخالفین تعصب کی پٹی آنکھوں سے ہٹا کر دیکھیں تو یقیناً کہہ سکیں گے کہ اعلیٰ حضرت کو قرآن مجید کا ترجمہ اردو لکھنا ضروری تھا۔

سوال: مولوی احمد رضا علیہ الرحمۃ نے ترجمہ کے ابتداء میں لفظ اللہ لا کر کونسی خوبصورتی پیدا کر دی فعل مقدر کو شروع میں ظاہر کیا جائے یا بعد میں دونوں صورتوں میں ترجمہ کے اندر کوئی فرق لازم نہیں آتا۔ یہ مخالفین کا عام اعتراض ہے اسے کنز الایمان کے خلاف لکھی جانے والی تقریباً ہر کتاب میں دہرایا گیا ہے۔

جواب: اس سوال کا جواب حضرت علامہ قاری رضاء المصطفیٰ صاحب مدظلہ کراچی نے لکھا فقیر کو خوب لگتا ہے علمی جواب ہے، آپ فرماتے ہیں کہ:

''حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب سے پہلے وحی نازل ہوئی اس کے الفاظ **''اقراء باسم ربك الذی خلق''** میں معبود کائنات اپنے محبوبِ کامل کو سب سے پہلا سبق دے رہا ہے۔ اور (**باسم ربك اقراء**) نہیں فرماتا بلکہ **اقراء باسم ربك** فرماتا ہے اس عبارت کا حاصل یہ ہے اگر اسم جلالت کو مقدم کرنے میں کوئی خوبی ہوتی تو رب کائنات **اقراء باسم ربك** نہ فرماتا بلکہ **باسم ربك اقراء** فرماتا یعنی اسم جلالت کو مقدم کرتا تو یہ پتہ چلا کہ اسم جلالت کو شروع میں لایا جائے یا بعد میں بات برابر ہے۔

اس سلسلے میں اپنی طرف سے کوئی صفائی نہیں پیش کرنی ہے ہاں چند معتبر کتابوں کے حوالے پیش کرنے کی جرأت کروں گا جس سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ حقیقتاً ترجمہ کس طور کا ہونا چاہیے۔

علامہ قاضی بیضاوی تفسیر بیضاوی میں رقم طراز ہیں:

''الباء متعلقة بمحذوف يقديره بسم الله اقرأ ...... تقديم المعمول هنهاوقع كمافى قوله تعالى بسم الله مجريها۔''

(تفسیر بیضاوی، صفحہ ۳ تا ۴)

''بائے بسم اللہ ایک محذوف سے متعلق ہے جس کی تقدیری عبارت بسم اللہ اقرأ ہوگی ...... اور اس مقام پر معمول کا مقدم کرنا ہی زیادہ مستعمل ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''**بسم الله مجريها۔**''

تلخیص المفتاح میں بحث احوال متعلقات الفعل کے تحت مرقوم ہے۔:

''ويفيدفى الجميع وراء التخصيص اهتماما بالمقدم ولهذايقدرفى بسم اللّٰه مؤخراو اورداقرأباسم ربك واجيب بان الاهم فيه القراءة''۔

(تلخیص المفتاح، صفحہ ۲۵)

اور اس شئی کی تقدیم جس کا حق مؤخر ہونا ہے تمام میں تخصیص کے علاوہ مقدم کے اہتمام کا فائدہ دیتا ہے۔ اسی وجہ سے بسم اللہ میں عامل مقدر کو مؤخر کیا جاتا ہے۔ (تا کہ اختصاص اور اہتمام کا فائدہ دے۔)

اس آیت میں ''**اقرأباسم ربك**'' کو لے کر اعتراض کیا گیا کہ

اگر تقدیم سے اہتمام کا فائدہ حاصل ہوتا تو **"باسم ربك اقرأ"** کہنا چاہیے تھا
یعنی فعل کو مؤخر کرنا اور جار مجرور کو مقدم لانا چاہیے تھا۔ تو جواب دیا گیا کہ اس میں
قرأت اہم ہے۔ اسی لئے اس کو مقدم کیا گیا اور بسم اللہ سے تبرک مقصود ہے، اس لئے
یہاں مقدر کو مؤخر مانا گیا۔

صاحب مختصر المعانی نے کشاف کے حوالے سے لکھا ہے:

"حقیقتاً اللہ کا ذکر اہم ہے، لیکن اس خاص موقع پر قرأت ہی اہم ہے، اس
لئے کہ یہ سورت سب سے پہلے نازل ہوئی اور قرآن مجید کی قرأت اسی تاریخ سے
شروع ہوتی ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ اسم جلالت (اللہ) کا مقدم ہونا بطور اہتمام ذاتی
ہے۔ اور تقدیم قرأت بطور اہتمام عارضی۔"

اور فن بلاغت کی رو سے بوجہ اقتضائے مقام اہتمام عارضی کو ترجیح دی جاتی
ہے۔ اس لئے اس آیت میں **"اقراء"** کو مقدم کیا گیا۔ **"اقراء باسم ربك"**
میں اہتمام عارضی کو لے کر اہتمام ذاتی پر اعتراض کرنا جو **"بسم اللہ الرحمن
الرحیم"** میں ہے نری جہالت ہے اور گھناؤنا تعصب۔

"ھدایۃ النحو" کی شرح "درایۃ النحو" میں بھی ہے کہ فعل محذوف
کو آخر میں ظاہر کیا جائے گا نہ کہ شروع میں جیسے **"بسم اللہ ارتحل، بسم اللہ
اسافر"** وغیرہ۔ اس لیے کہ ہر شئے جس کا حق مؤخر ہونا ہے اگر اسے مقدم کر دیا جائے
تو اختصاص کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جیسے **"ایاك نعبدو ایاك نستعین"**
اور **"اقراء باسم ربك"** میں اسم جلالت (اللہ) کو مقدم نہیں کیا گیا اس لئے
یہاں قرأت کا حکم ہے جو تبلیغ رسالت کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

مذکورہ حوالہ جات کی روشنی میں جب ہم امام اہل سنت امام احمد رضا قدس
سرہ' کا ترجمہ دیکھتے ہیں تو اصول نحو اور فن بلاغت کے عین مطابق نظر آتا ہے۔ لیجئے
اس ترجمہ کو ایک مرتبہ پھر پڑھئے اور لذت حاصل کیجئے۔

"اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا"

سوال: خان صاحب نے ترجمہ کیا "نہایت مہربان رحم والا" نہایت مہربان رحمن
کا ترجمہ ہے جبکہ رحم والا رحیم کا ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ یہ ترجمہ راحم کا ہے کیوں کہ رحیم کا لفظ
متقاضی تھا کہ اس کے اندر کچھ نہ کچھ معنی کی زیادتی ہوتی جو کہ مترجمین کے تراجم میں
موجود ہے مگر خان صاحب نے اس طرف اشارہ تک نہیں کیا ہے۔

(مجرم کون، ص ۳۴)

جواب: اردو سے تھوڑا سا بھی شغف رکھنے والا انسان اس بات کو اچھی طرح سمجھ
سکتا ہے جس طرح "نہایت" کا تعلق مہربان سے ہے اسی طرح "رحم والا" سے بھی
ہے، گویا کہ اس کی تقدیری عبارت یوں ہوگی۔ نہایت مہربان، نہایت رحم
والا، اور حقیقتاً اسی ترجمہ میں زیادہ خوبصورتی اور جامعیت ہے کہ عربی کا ایک مقولہ ہے
"خیر الکلام ماقل ودل" بہتر کلام وہی ہے جو کم عبارت میں ہوتے
ہوئے بھی مفہوم اصلی کو خوب واضح کرتا ہو۔ مثلاً اردو میں کہتے ہیں بڑی خوشی و مسرت
کا موقع ہے، فلاں بڑے زبردست عالم فاضل ہیں۔ اب کوئی اتنی بھی اردو نہ جانے
اور اعتراض کرنے چلے امام علم و فن کے ترجمہ قرآن پر تو اسے خود اپنی ہی عقل و بساط علم
پر ماتم کرنا چاہیے اور جو حضرات محض معاندانہ روش اپنائے ہوئے ایسے بھونڈے
اعتراضات کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں ان کو بھی ذرا تعصب کی عینک ہٹا کر حقیقت

کو صاف وشفاف دن کے اجالے میں دیکھ لینا چاہئے۔

تھانوی صاحب کے ترجمہ میں لفظ ''ہیں'' پر کلام ہوا کہ یہ لفظ ''ہیں'' کس لفظ کا ترجمہ ہے تو جواباً ایک چھوٹی سی مثال لکھ کر یوں سمجھاتے ہیں۔ مثال یہ ہے۔

''اللہ واحد''۔

کیونکہ اللہ ایک ہے ان کے قواعد کی رو سے درست نہیں کہ اللہ کا ترجمہ اللہ اور واحد کا معنی ایک، یہ ''ہے'' کہاں سے بن بلایا مہمان بن گیا۔ موصوف اگر مبتداء اور خبر کے رابطے کے وجود سے لاعلم ہیں تو ہمیں بڑی حیرت ہے، دوسری بات یہ کہ خان صاحب نے بھی ترجمہ میں ''جو'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے، تو وہ اپنے ہی انداز میں سوال کی اجازت دیں کہ ''جو'' کس لفظ کا ترجمہ ہے۔''

(مجرم کون، ص ۳۶)

بڑی حیرت کی بات ہے کہ کہاں **''بسم اللہ الرحمن الرحیم''** میں نسبت ناقصہ اور معترض کی پیش کردہ مثال **''اللہ واحد''** میں نسبت تامہ کو مثال میں پیش کرنا عجیب تر ہے...... یہ صرف اردو خواں طبقہ کو دھوکا دینا ہے احقاق حق مقصود نہیں ...... اللہ واحد میں ہم رابطہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن موصوف برائے کرم اس کی بھی نشاندہی کریں کہ **''بسم اللہ الرحمن الرحیم''** میں کون سا رابطہ ہے جس کی بنیاد پر ''ہیں'' کا ترجمہ کیا جارہا ہے۔

اب اس کا بھی جواب سنتے چلئے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ ''جو'' کا ترجمہ کہاں سے کیا۔ تو جناب ہی بتائیں کہ تھانوی صاحب نے ''جو'' کا ترجمہ کہاں سے کیا۔ **فماھو جوابک ھو جوابنا**۔ اور شاید یہ آپ کو نہیں معلوم کہ الف ل

مشتقات میں **''الذی''** کا معنی دیتا ہے پھر اعتراض چہ معنی دارد، کیا یہ نرا تعصب نہیں؟

مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی محمود الحسن دیوبندی ان دونوں حضرات نے **''بسم اللہ الرحمن الرحیم''** کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان رحم والے ہیں۔''

(اشرف علی تھانوی)

''شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔''

(محمود الحسن دیوبندی)

ان دونوں ترجموں میں ''ہیں اور ہے'' مذکور ہے۔ جب کہ عربی کے ابتدائی درجے کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ موصوف اور صفت کے ترجمے میں لفظ ''ہیں'' یا ''ہے'' ذکر کرنا غلط ہے، کیونکہ ''ہیں یا ہے'' نسبت تامہ کا ترجمہ ہے موصوف صفت میں نسبت تامہ نہیں ہوتی بلکہ ناقصہ ہوتی ہے، اور یہ دونوں لفظ نسبت ناقصہ کا ترجمہ ہرگز نہیں ہو سکتے...... اس لئے یہ ترجمے اسلوب قرآنی اور قواعد عربی کے بالکل خلاف ہیں۔

سوال: احیاء العلوم مبارک پور اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ہندوستان کے مفتی جمیل نذیری دیوبندی نے لکھا:

(۱)''ولئن اتیت الذین اوتوالکتاب بکل آیة ماتبغواقبلتك وماانت بتابع قبلتهم ومابعضهم بتابع قبلة بعض ولئن اتبعت اهواء هم من بعدماجاء ك من العلم انك اذالمن الظلمین''۔

(سورۃ بقرہ پارہ ۲ آیت ۱۴۵ رکوع ۱۶)

ترجمہ:''اور اگر ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے کر آؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت تو ضرور ستمگار ہوگا۔

(کنز الایمان)

مذکورہ ترجمہ پر معترض نے یہ اظہار خیال کیا۔ اس ترجمہ میں خان صاحب نے بریکٹ میں ''اے سننے والے کسے باشد'' کا اضافہ کر کے اس خطاب کو ختم کر دیا جو ماسبق سے چلا آرہا ہے جب کہ تمام اردو وعربی مفرین اسی ماسبق کے خطاب کی رعایت کی ہے، آیت کا سیاق وسباق اسی پر دلالت کر رہا ہے کہ پوری آیت میں خطاب حضور سے ہے تو اسی آیت کے آخری ٹکڑے میں خطاب بدل کیسے جائے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ بریلوی اعلیٰ حضرت نے اپنی روایتی فریب کاری اور چالبازی کا ہاتھ یہاں دکھا دیا، جو خطاب کسی بھی عربی اردو مفسر ومترجم کے خواب وخیال میں بھی نہیں (اور آیت کے سیاق وسباق کو دیکھتے ہوئے اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا) خان صاحب نے پوری آیت سے آنکھ بند کر کے اپنے ہاتھ سے وہ خطاب لکھ مارا۔

جواب: پیشوایان دیوبند کی دو اہم معتبر شخصیات کے ترجمے پیش کئے جارہے ہیں، جس سے اندازہ ہوگا کہ ''اے سننے والے کسے باشد'' یا اس قسم کے دوسرے جملے کا اضافہ نہ کرنے کی وجہ سے ترجمہ کس قدر عصمت سوز اور قرآنی مفہوم کی ادائیگی سے بعید تر ہوگیا ہے۔ پیش ہے تھانوی صاحب کا ترجمہ:

''اور اگر آپ (ان) اہل کتاب کے سامنے تمام (دنیا بھر کی) دلیلیں پیش

کردیں جب بھی یہ (کبھی) آپ کے قبلہ کو قبول نہ کریں اور آپ بھی ان کے قبلہ کو قبول نہیں کر سکتے (پھر موافقت کی کیا صورت) اور ان کا کوئی (فریق) بھی دوسرے (فریق) کے قبلہ کو قبول نہیں کرتا اور اگر آپ ان کے (ان) نفسانی خیالات کو اختیار کرلیں (اور وہ بھی) آپ کے پاس علم (وحی) آئے پیچھے تو یقینا آپ (نعوذ باللہ) ظالموں میں شمار ہونے لگیں۔ (تھانوی)

اور ان کے شیخ الہند یہ ترجمہ کرتے ہیں:

''اور اگر تو لائے اہل کتاب کے پاس ساری نشانیاں تو بھی نہ مانیں گے تیرے قبلہ کو اور نہ تو مانے ان کا قبلہ اور نہ ان میں ایک مانتا ہے دوسرے کا قبلہ اور اگر تو چلا ان کی خواہشوں پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا تو بے شک تو بھی ہوا بے انصافوں میں۔

(محمود الحسن دیوبندی)

مذکورہ بالا دونوں ترجموں میں تنقیص رسالت ظاہر ہوتی ہے، جب کہ قرآن مقدس کی کسی بھی آیت میں تنقیص رسالت کا شائبہ تک نہیں، قرآن مجید تو مکمل طور پر سرور دو جہاں ﷺ کی نعت اور توصیف ہے۔

رسول کریم ﷺ کی مرضی اور خواہش پر بیت المقدس کے بجائے کعبہ معظمہ کو قبلہ بنایا گیا تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خود رسول ﷺ ہی اس قبلہ سے انحراف کریں جب کہ کعبہ کا قبلہ بنایا جانا ہی آپ کو پسند تھا۔ جیسا کہ قرآن مقدس میں اسی آیت سے پہلے مذکور ہے۔

''قد نریٰ تقلب وجهك فی السماء فلنولینك قبلة ترضها فول وجهك شطر المسجد الحرام، وحیث ما کنتم فولوا وجوهکم شطره''۔

(پارہ ۲، ع ۱، سورۃ البقرہ)

ترجمہ: ''ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو۔''

(کنزالایمان)

تقریب فہم کے لئے تحویل قبلہ کا پس منظر پیش خدمت ہے۔

سرکار دو جہاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ جب تک مکہ مکرمہ میں قیام فرما رہے کعبۃ اللہ کی طرف (جسے حضرت ابرہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے مقدس ہاتھوں سے تعمیر کیا) منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ آپ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ یہ سلسلہ تقریباً سولہ سترہ ماہ جاری رہا۔ رسول کریم ﷺ کے اس عمل سے مدینہ کے یہودی بہت خوش تھے اور کہتے کہ اگرچہ محمد (ﷺ) نے ہمارا دین قبول نہیں کیا۔ مگر ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نمازیں تو ادا کرتے ہیں۔ بعض یہ کہتے کہ ہمارا قبلہ بیت المقدس ہی اصل قبلہ ہے اسی لئے محمد (ﷺ) اور ان کے رفقاء نے اپنا قبلہ چھوڑ کر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھنا شروع کر دی ہیں۔ ان کی یہ بکواس اللہ عزوجل کے رسول ﷺ پر بہت گراں گزری اور صحابہ نے بھی اسے ناپسند کیا۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کی مرضی کے مطابق کعبہ شریف کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دے دیا اس کے بعد سرکار مدینہ ﷺ نے بیت المقدس کے بجائے کعبہ شریف کی طرف چہرہ کر کے

نماز پڑھنی شروع کر دی اور صحابہ کرام نے بھی آپ کی پیروی کی تو منافقوں اور یہودیوں کو بڑا قلق ہوا اور ادھر اُدھر کی لایعنی باتیں کرنے لگے۔ تو رب کریم نے ارشاد فرمایا اے محبوب آپ ان بیوقوفوں کی باتوں پر نہ جائیں ان عقل کے اندھوں سے فرما دیں کہ اللہ ہی کا مشرق و مغرب ہے اسی کے حکم سے کعبہ کو قبلہ بنایا گیا تمہیں اعتراض کا کیا حق۔

ذیل میں علماء اعلام اور معتبر مفسرین کی تحریرات پیش کی جا رہی ہیں ان حوالہ جات سے واضح ہو جائے گا کہ کونسا ترجمہ تفاسیر کی روشنی میں ہے اور مفسرین کے نزدیک معتبر کیا ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ **''ولئن اتبعت اھواء ھم** تا...... **انك اذالمن الظالمین''**۔ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔

''ان ظاھر الخطاب وان کان مع الرسول الاان المراد منه غیرہ''۔

ترجمہ: ظاہر خطاب اگرچہ رسول کیساتھ ہے لیکن اس سے مراد رسول کے علاوہ یعنی امتی ہیں۔

صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں۔

''ھذا خطاب للنبی ﷺ والمراد به الامة لانه ﷺ لایتبع اھواء ھم ابدا''۔

ترجمہ: یہ خطاب نبی ﷺ سے ہے اور مراد امتی ہیں اس لیے کہ نبی ﷺ ان یہودیوں اور منافقوں کی کبھی بھی پیروی نہیں کر سکتے۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔

"فھو محمول علی ارادۃ امتہ النبی ﷺ وخوطب علیہ السلام تعظیما الامر"۔

ترجمہ: اس خطاب سے مراد امتی ہیں اس لیے کہ نبی ﷺ معصوم ہیں اور رسول ﷺ سے خطاب تعظیم امر کے طور پر ہے۔

قاضی ثناء اللہ عثمانی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"والمقصود من الایة نھی الامة وتھدید ھم عن اتباع الاھواء علی خلاف العلم الذی جاء من اللہ تعالیٰ بابلغ الوجوہ"۔

ترجمہ: آیت سے مقصود امت کو خواہشات کی اتباع سے ڈرانا اور دھمکانا ہے اس علم کے خلاف جو اللہ کی جانب سے بطریق احسن ثابت ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مشہور مفسر ابن کثیر نے بھی یہی فرمایا کہ اس آیت میں نبی ﷺ کو خطاب کر کے دراصل علماء کو دھمکایا گیا کہ حق کے واضح ہو جانے کے بعد کسی کے پیچھے لگ جانا اور اپنی یا دوسروں کی خواہش پرستی کرنا یہ صریح ظلم ہے۔

علامہ عبد اللہ بن احمد محمود النسفی اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:۔

"وقبل الخطاب فی الظاھر للنبی علیہ السلام والمراد امة"۔

ترجمہ: ظاہر میں خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے اور مراد ان کی امت ہے۔

معترض موصوف یہ نہیں سمجھ سکے کہ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز پر اعتراض کرنا اصل میں مستند علماء کرام اور مفسرین عظام پر اعتراض کرنا ہے ان کے ترجمہ پر کیچڑ اچھالنا حقیقت میں معتبر مفسرین کی تفسیروں کو غیر معتبر ماننا ہے اس لئے کہ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے انہیں حضرات کی تفاسیر کی روشنی میں ترجمہ کیا ہے جیسا کہ حوالہ جات

سے ظاہر ہے۔ اگر آپ "اے سننے والے کسے باشد" کا اضافہ نہ کرتے تو ترجمہ شان رسالت کے منافی ہوتا اور قرآن مجید کے اندر معنوی تحریف ہوتی۔

معترض کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن کریم میں بہت سی آیتیں ایسی ہیں کہ شروع میں خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے اور آخر میں امتی سے۔ اگر موصوف قرآن کریم کی تلاوت کریں اور تفسیر جلالین اور تفسیر مدارک ہی کو کم سے کم سامنے رکھیں جن میں اس کی صراحت ہوتی ہے۔ تو اس قسم کی لایعنی باتیں نہ کریں۔

ذیل میں قرآن کریم کی ایک دوسری آیت پیش کر رہا ہوں۔ جس میں مخاطب پہلے نبی کریم ﷺ ہیں پھر درمیان آیت سے خطاب بدل کر امتیوں سے ہو گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ تھانوی صاحب کا ترجمہ بھی پیش ہے جس میں اس خطاب کی رعایت موجود ہے۔

"ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخاسرین"۔

(پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۶۵)

ترجمہ: اور آپ کی طرف بھی اور جو پیغمبر آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کی طرف بھی یہ (بات) وحی میں بھیجی جا چکی ہے کہ اے عام مخاطب اگر تو شرک کرے گا تو تیرا کیا کرایا کام (سب) غارت ہو جائے گا اور خسارے میں پڑے گا (تو اے مخاطب کبھی شرک مت کرنا) اشرف تھانوی

"**لقد اوحی**" سے "**من قبلك**" تک خطاب نبی آخر الزمان ﷺ سے ہے۔ اور "**لئن اشرکت**" سے "**من الخاسرین**" تک رسول

ﷺ کی امت سے ہے اور تھانوی صاحب کے ترجمہ میں بھی اس کی رعایت ملحوظ ہے۔ اب جناب معترض تھانوی صاحب سے پوچھیں کہ حضور! یہاں خطاب تو صرف رسول ﷺ سے ہے یہ درمیان آیت میں خطاب بدل کیسے گیا، صحیح ہے جب تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھ لی جاتی ہے تو یہی ہوتا ہے کہ سامنے کی چیز بھی نظر نہیں آتی، اور صاف صریح مفہوم میں بھی کیڑے نظر آنے لگتے ہیں۔

اب معترض صاحب ہی کی زبان میں یہ کہنا روا ہوگا کہ دیوبندی حکیم الامت نے اپنی روایتی فریب کاری اور چالبازی کا ہاتھ یہاں دکھادیا جو خطاب کسی بھی عربی، اردو مفسر ومترجم کے خواب وخیال میں نہیں، حکیم صاحب نے پوری آیت سے آنکھ بند کر کے اپنے ہاتھ سے وہ خطاب لکھ مارا۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ تھانوی صاحب نے ترجمہ غلط کیا ہے۔ یہاں ہمیں صرف اتنی سے بات پیش کرنی ہے کہ جب امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ "اے سننے والے کسے باشد" سے فساد پیدا ہوتا ہے اور خطاب کچھ سے کچھ ہوجاتا ہے تو تھانوی صاحب کے ترجمہ میں "اے عام مخاطب" سے قرآن کے معانی میں کیوں نہیں فساد لازم آتا اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ یہ معترض کی دورخی پالیسی اور ہزار تعصب ہے۔

سوال: لست علیھم بمصیطر ترجمہ: "تم کچھ ان پر کڑوڑا نہیں"۔

(پارہ ۳۰، سورۃ الغاشیہ، کنزالایمان)

اپنے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی اردودانی کا گلا پھاڑ پھاڑ کر اعلان کرنے والے رضا خانی علماء بتائیں کہ آخر یہ کڑوڑا کون سی اردو ہے؟

جواب: جب امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے اپنا ترجمہ "کنزالایمان فی

کنزالایمان پر اعتراضات کے جوابات 53

ترجمۃ القرآن" پیش کیا تو اس وقت بریلی اور قرب وجوار کے علاقوں پر روہیل کھنڈ کی ٹکسالی زبان کا تسلط تھا۔ گویا وہاں کے باشندے خود اہل زبان تھے اور اہل زبان کے پوری طرح پیرو ہوتے ہیں بلکہ اپنی زبان کی اقتداء کرنا واجب تصور کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کا ترجمہ روہیل کھنڈ کی ٹکسالی زبان میں کیا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں لفظ "**مصیطر**" کا ترجمہ "کڑوڑا" کیا گیا ہے اور تمام عربی مفسرین نے "**مصیطر**" کی تفسیر "مسلط" کی ہے جیسا کہ تفسیر خازن، تفسیر مدارک، تفسیر حسینی، اور تفسیر ابن عباس میں ہے۔ اب مصیطر اور مسلط کے متعلق اہل لغت کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں۔

"**مصیطر**"} جم کر کھڑا ہوجانے والا، مسلط، داروغہ

مسلط} (ضم میم وفتح سین وتشدید لام مکسور) برگمارندہ کسی راہ بروکسی مجازاً بمعنی غالب، زورآور۔ (بفتح لام) شخصے کہ اور ابر کسی گماشتہ باشند مجازاً بمعنی مغلوب۔

مسلط} غالب، فاتح، کسی کو کسی پر مقرر کرنے والا۔

(فرہنگ عامرہ ص ۴۸۰، از محمد عبداللہ خاں خویشگی مکتبہ اشاعت اردو دہلی)

کڑوڑا سے متعلق بھی اہل لغات کی رائے گرامی ملاحظہ فرمائیں۔

کڑوڑا} (بفتح اول) کسی شخص کا کسی عامل وغیرہ پر تعینات ہونا اور اس کے کام کا نگراں رہنا۔ مصطیر اور مسلط عربی۔

کڑوڑا} حاکم اعلیٰ وہ حاکم جو اور افسروں پر افسر ہو افسروں کا افسر، حاکموں کا حاکم۔

کڑوڑا} وہ شخص جو اور حاکموں پر حاکم ہو۔

کڑوڑا }وہ شخص جو عاملوں اور محصلوں پر خیانت کی نگرانی کے واسطے کوئی حاکم مقرر کرے، افسروں کا افسر، حاکموں کا حاکم، بڑا عہدہ دار جس کے ماتحت اور عہدے دار بھی ہوں۔

کروڑوں کیوں نہ بیٹھیں بلک دل میں رنج کے تھانے
کہ در عشق ہے یاں سائر و دائر کڑوڑا سا (جرأت)

(فرہنگ آصفیہ، جلد۲، صفحہ۱۵۹۳)

اختصار مدنظر ہے

جی تو چاہتا ہے کہ ترجمہ قرآن یعنی کنزالایمان پر ہر اعتراض کو تفصیل سے لکھوں لیکن اختصار پیش نظر ہے اسی لئے صرف مشہور دو آیتوں کے اعتراضات کے جوابات حاضر ہیں۔

آیت نمبر (۱) **ووجدك ضالا فهدىٰ۔**

آیت نمبر (۲) **ليغفر لك الله ما تقدم وما تاخر۔**

تراجم آیت نمبر ۱ **ووجدك ضالا فهدىٰ**۔ (پارہ ۳۰، رکوع ۱۸)

''اور تمہیں ناواقفِ راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی''۔ (مودودی)

''اور پایا تجھ کو بھٹکتا۔ پھر راہ سُجھائی''۔ (محمود الحسن)

''پہلے آپ دینِ حق سے بے خبر تھے''۔ (حاشیہ مطبوعہ غلام علی)

''اور تمہیں گم کردہ راہ پایا تو تمہیں ہدایت کی''۔ (مرزا حیرت غیر مقلد)

''اور اس نے تجھ کو بھولا بھٹکا پایا پھر راہ پر لگایا''۔ (وحید الزمان غیر مقلد)

صرف نمونے کے طور پر چند تراجم لکھے گئے باقی تراجم بھی ان سے مختلف نہیں ان تراجم سے ہٹ کر امام احمد رضا فاضل بریلوی نے لکھا کہ

''تمہیں اپنی محبت میں خودرفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی''۔ (کنزالایمان)

ظاہر ہے سابق تراجم حضور سرور عالم ﷺ کی شان میں گستاخی ہے اور امام احمد رضا کا ترجمہ ادب ہی ادب ہے۔ چاہئے تو تھا کہ پُرادب ترجمہ کی تحسین کی جاتی لیکن اس کے برعکس گستاخانِ نبوت نے کنزالایمان پر کیچڑ اچھالا۔ ان میں سے ایک گستاخ کی تحریر ملاحظہ ہو ایک گستاخ نے اخبار میں مضمون ذیل شائع کرایا کہ:

(۱) عقیدۂ عصمت انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ میں ایک بحث چل رہی ہے کہ قرآنی لفظ ''ضلال'' اور لفظ ''ذنب'' کا ترجمہ کس مترجم کا صحیح ہے۔ ایک مفسر نے دو سو سالہ ترجموں کو ایک طرف کر کے اپنا جدید ترجمہ کرتے ہوئے ضالاً کا ترجمہ لکھا:

''اور تمہیں محبت میں خودرفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی''۔

(ترجمہ مولانا احمد رضا خان بریلوی)

ایک فاضل مضمون نگار نے ضالاً کے ترجمہ ''اپنی محبت میں خودرفتہ پایا'' کو صحیح قرار دینے کے ساتھ ساتھ دوسرے تراجم جو دو دو سال پرانے اور سو سال قدیمی ہیں پر تنقیدی نشتر چلائے ہیں۔

(۲) ترجمہ قرآن مجید کرتے ہوئے دیانت داری یہ ہونی چاہئے کہ اس میں لفظی ترجمہ ایسا ہو کہ اس ترجمہ کی جب دوبارہ عربی بنائی جائے تو اس میں کسی لفظ کی کمی بیشی نہ ہو لیکن مولانا احمد رضا خان صاحب نے یہ ترجمہ نہیں بلکہ تفسیر بالرائے کی ہے اور لفظ ترجمہ کا دے دیا جو کہ فاضل مضمون نگار ترجمہ سمجھتے ہوئے اس کے خلاف

ترجموں کو دل سوز قرار دے رہے ہیں شاید ایسے ہی موقع پر کسی نے کہا تھا۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

(۳) جمہور اہلِ سنت کے نزدیک قرآن مجید کے کسی لفظ کی تفسیر بالرائے جائز نہیں لیکن یہاں تفسیر و ترجمہ ایسا کیا گیا ہے کہ جب اس کی عربی بنائی جائے تو عربی الفاظ کچھ کے کچھ بن جائیں گے۔

(۴) امام المعصومین کے لئے لفظ ذنب اور ضلال کے استعمال کا جواب۔

حضور کے متعلق جو فرمایا ہے۔ **"ووجدك ضالا فهدى"** اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی (ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی) یہ ترجمہ دو سو سال پرانا ہے اس کی تفسیر میں شاہ عبدالقادر صاحب نے ہی لکھا ہے۔ جب حضرت جوان ہوئے قوم کی راہ و رسم سے بیزار تھے اور اپنے پاس کوئی رسم و راہ نہ تھی اللہ نے دین حق نازل کیا۔ (موضح القرآن)

(۵) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو (آپ کو شریعت کا) راستہ بتادیا۔ (مولانا اشرف علی تھانوی) یہ ترجمہ بھی سو سال پہلے کا ہے مذکورہ دونوں بزرگوں نے لفظی ترجمہ کیا اور خود ساختہ جدت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی۔

(۶) لفظ ضلال کے معنی۔ ظلم، ضلالت اور ذنب عربی زبان میں مشترک الفاظ ہیں۔ جن کے مختلف معنی آتے ہیں۔ عربی زبان میں لفظ ضلال (**ضل یضل**) مختلف معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ زیر بحث آیت یعنی **"ووجدك ضالا"**، میں ضال کا وہ معنی لیا جائے جو لفظی بھی ہو اور ترجمہ بالرائے بھی نہ ہو اس لئے ضال کا معنی سورۃ الضحیٰ میں ناواقف اور بے خبر بھی صحیح ہیں۔

حضور پاک وحی آنے سے پہلے شریعت کی تفصیلات سے واقف نہ تھے۔

بعض واقعات پیش آنے سے پہلے بے خبر تھے مثلاً واقعہ افک کی حقیقت اسی نوعیت کے دیگر واقعات کہ حضور وحی کے انتظار میں بے تاب رہتے تھے اور وحی سے خبر پاکر ان واقعات کی خبر پاتے تھے اور اصل راستہ سے واقف ہوجاتے تھے پھر وحی کے مطابق صراط مستقیم امت کو بتاتے تھے۔

(۷) قرآن کا ترجمہ عین الفاظ قرآن کے مطابق کرنا ہوتا ہے۔ اگر یہ مفسر اپنی پسند کا ترجمہ شروع کردے تو پھر متن قرآن کے ترجمہ کی جب اسی عبارت کا عربی میں ترجمہ کیا جائے گا تو کیا سے کیا متن بن جائے گا۔ اور یہی تفسیر بالرائے ہوتی ہے جو کہ گناہ ہے یعنی اللہ کے کلام کا غلط ترجمہ کرنا خود جرم ہے اس لئے سابقہ دو دو سو سال اور ایک ایک سو سال کے مترجمین ڈرتے تھے کہ اللہ کے کلام کا ترجمہ ہم سے الٹ نہ ہوجائے۔ آج خوفِ خدا تو رہا نہیں۔ کبھی اپنے مسلک کے خلاف جو آیت نظر آئی اس کا مرضی کے مطابق ترجمہ کردیا۔

(۸) یہ بات صحیح نہیں ہے کہ جمہور اہل سنت انبیآء کرام سے عمداً صدور صغائر کے قائل بلکہ محققین جمہور اہلسنت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء کرام عمداً صدور صغائر سے بھی مثل کبائر کے معصوم ہیں۔

آیت **"ووجدك ضالا فهدى"**، کی تفسیر میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں:

(۱) اس نے آپ کو شریعت سے خالی پایا تو اُسے آپ پر کتاب اتارنے کے سبب سے آپ کو راہ دی۔

(۲) ضلال سے مراد غفلت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **"وان كنت من قبله لمن الغافلين"** اور یہ پہلے قول کے قریب ہے یعنی آپ کو شریعت سے

غافل یعنی خالی پایا تو اس کے اتارنے کے سبب سے آپ کو راہ دی۔

(۳) **"ای فی قوم ضلال فهداهم الله تعالیٰ بك"**
اور اس نے آپ کو گمراہی والی قوم میں پایا تو اسے آپ کے سبب سے ہدایت بخشی۔

(۴) **"ووجدك ضالاً عن الهجرة فهداك اليها"**۔ اور
اس نے آپ کو ہجرت سے ناواقف پایا تو آپ کو اس کی طرف راہ دی۔

(۵) **"ووجدك ضالاً ای ناسیاً ای شان الاستثناء حين سئل عن اصحاب الكهف وذی القرنين والروح فذکرك"**۔ اور آپ کو ان شاء اللہ کہنے سے بھولنے والا پایا جب کہ آپ سے اصحاب کہف اور ذو القرنین اور روح کے متعلق سوالات کیے گئے تو اس نے آپ کو یاد دلایا۔

(۶) **"وجدك طالباً للقبلة فهداك اليها"**۔ اور اس نے آپ کو قبلہ کی تبدیلی چاہنے والے پایا تو اس کی طرف راہ دی اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کے چہرہ کا آسمان کی طرف ہم نے پھرنا دیکھا آخر آیت تک پس اس صورت میں ضلال طلب اور حب کے معنی میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **"انك لفی ضلالك القديم ای محبتك"**۔ بے شک آپ قدیم محبت میں ہیں۔

(۷) جب حلیمہ سعدیہ آپ کو حضرت عبد المطلب پر لوٹانے کے لئے آپ کو مکہ میں لائیں تو آپ گم ہو گئے تھے۔ پھر مل گئے تو اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے بطور امتنان اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔

(۸) آپ کے گم ہو جانے کا واقعہ ابو طالب کے ساتھ پیش آیا تھا جب کہ وہ آپ کو لے کر تجارت کے لئے ملک شام کی طرف گئے تھے۔ تو اس واقعہ کی طرف اس

آیت میں ارشاد ہے۔

(الصاوی علی الجلالین، جلد ۴، صفحہ ۲۷۸ تا ۲۷۹)

صاحب روح بیان امام اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا کے علاوہ چند دیگر اقوال لکھے ہیں۔ وہ بھی قابل مطالعہ ہیں۔

(۱) فقدان الشرائع یعنی آپ ﷺ کا وہ زمانہ ان احکام سے خالی تھا کہ ان کی طرف عقول سے راہ نہیں ملتی جب تک کسی سے سنا نہ جائے۔
جیسے فرمایا **"ماکنت تدری ماالکتب"**۔ یعنی احکام و شرائع پر تم نے راہ نہ پایا تھا۔

(۲) غیبوبۃ (غائب ہونا) مذکورہ بالا معنی کی طرف لوٹتا ہے جیسے کہا جاتا ہے ضل بمعنی غائب ہوا جیسے **"شربت الاثم حتی ضل عقلی"** (میں نے شراب پی یہاں تک کہ میری عقل غائب ہوگئی)

(۳) امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ضلال سے مراد ہے راہ سے ہٹ جانا عمداً یا سہواً تھوڑا یا زیادہ، اس لئے اس کی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف بھی ہوتی ہے اور کفار کی طرف بھی اگر چہ ان کے درمیان بہت بڑا فرق ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **"ووجدك ضالاً فهدیٰ"**، یعنی اس راستہ پر نہ تھے جو نبوت کا راستہ آپ کے لئے مقرر ہو چکا تھا۔

اور نبی موسیٰ علیہ السلام نے کہا: **"فعلتها اذا وانا من الضالين"**
میں نے اسے کہا اس وقت میں ہوں ضالین سے۔

اور یعقوب علیہ السلام کے لئے بیٹوں نے کہا: **"انا ابانا لفی ضلال**

مبین" بے شک ہمارا باپ ضلال مبین میں ہے۔

اس میں تنبیہ ہے اس بارے میں کہ ان سے سہو ہوا۔

(۴) آپ کو ضالین کے درمیان پا کر آپ کے طفیل انہیں ہدایت بخشی۔ اس معنی پر ضال ہر قوم کی صفت ہوگی (نہ کہ رسول اللہ عزوجل ﷺ کی) جیسے عام تراجم نے غلطی کھائی لفظی ترجمہ میں۔ کہا جاتا ہے: **"رجل ضعیف اذا ضعف قومه"** یعنی اس کی قوم ضعیف ہے۔ (اسئلة المقحمة)

(۵) تاویلات نجمیہ میں ہے کہ آپ اُلوہیت کے صحراء میں متحیر تھے پھر ہم نے آپ کو مَحو و سُکر کے بعد کمال معرفة کی طرف راہ دکھائی، اس سے معلوم ہوا کہ ضلال بمعنی حیرت ہے، جیسے اس آیت میں ہے: **"انك لفی ضلالك القديم"** یعنی اے یعقوب علیہ السلام آپ پرانی حیرة (عشق) میں ہیں۔

(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ بچپن میں مکہ کی گھاٹیوں میں غائب ہو گئے، حضرت عبدالمطلب نے آپ کی بہت تلاش کی، نہ ملنے پر کعبہ معظمہ کے پردوں کو پکڑ کر دعا مانگی۔

یارب فاردولدی محمدا

ردا الی واصطنع عندی یدا

ترجمہ: اے رب! میرے بیٹے محمد (ﷺ) کو لوٹا دے اور جلدی لوٹا کر میرے اوپر منت واحسان فرما۔

مکہ کی گھاٹیوں میں ابوجہل نے نبی پاک ﷺ کو پایا اور حضرت عبدالمطلب کے پاس لے آیا۔

دشمن سے اعانت

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں کہ دشمن کے ہاتھوں اتنی بڑی خدمت لے لی اور آپ کو دشمن سے گزند بھی نہ پہنچا، اس کی نظیر موسیٰ علیہ السلام اور فرعون ہے۔

نوٹ: اس آیت کی مزید تفصیل فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہ) ازالة الاشتبهات فی الآیات المتشابهات" میں لکھی ہے۔

دھوکہ کا ازالہ

مخالف کی تحریر اخبار پر غور پر کریں اس نے لکھا ہے کہ مفسر (امام احمد رضا) نے دو سو سالہ ترجموں کو ایک طرف کر کے اپنا جدید ترجمہ لکھتے ہوئے ضالاً کا ترجمہ لکھا "اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی"۔ (ترجمہ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) اس کی گمراہی اور کم علمی کا بین ثبوت ہے۔

جواب: امام احمد رضا محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ترجمہ لکھا ہے وہ بالرائی والقیاس نہیں بلکہ معتبر و مستند تفاسیر کے عین مطابق ہے، مذکورہ بالا اقوال میں الصاوی کا قول ششم اور روح البیان کا قول نمبر 5 امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا پسندیدہ قول ہے اور یہ قول الحمد للہ اہل ایمان کے ایمان کی جان اور روحِ اسلام ہے جیسا کہ فقیر آگے چل کر عرض کرے گا اور یہ دونوں اقوال نہ صرف ان دو تفسیروں میں ہیں بلکہ دوسرے معتبر و مستند تفاسیر میں بھی موجود ہیں مثلاً تفسیر کبیر میں امام رازی نے اور امام اصفہانی نے المفردات میں اور علامہ سلیمان نے جمل میں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر مظہری سے ناقل

"قال بعض الصوفیه معناه وجدك محباً عاشقاً مفرطاً فی الحب والعشق فهداك الی وصل محبوبك، حتی كنت قاب قوسین اوادنی"۔ یعنی بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے محبوب کے وصال کی طرف راہنمائی کی یہاں تک کہ آپ قاب قوسین اوادنیٰ کے مقام پر فائز ہوئے۔

فائدہ: قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو اکابر دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی بلکہ خود شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر فضلائے دیوبندی بیہقی وقت کا لقب دیتے ہیں۔ جس کمبخت نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو "اس کی گمراہی اور کم علمی، کا الزام لگایا ہے وہ اس کا تعصب ہے مذکورہ بالا تفسیر کے علاوہ اور ملاحظہ ہو۔

تفسیر قرطبی

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ایسے مستند بزرگ ہیں جن پر امام جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے باکمال مصنف اپنی تصانیف میں جابجا اعتماد کے طور ان کے اقوال نقل فرماتے ہیں اوہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تفسیر الجامع الکلام للبیان الاحکام میں لکھتے ہیں۔ "وقیل ووجدك محباً للهدایة فهداك ایها ویکون الضلال بمعنیٰ المحبة ومنه قوله تعالیٰ انك لفی ضلالك القدیم"۔ آپ کو اپنی محبت کی تلاش کرنے میں وارفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی، یہاں ضلال بمعنی محبت ہے۔

تفسیر عزیزی

شاہ عبدالعزیز کا اپنا اصل بیان ملاحظہ ہو۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی فارسی تفسیر میں اس آیت کی متعدد تفسیریں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وبعضے گفتہ اند کہ مراد از ضلال محبت و مرتبہ عشق است چنانچہ پسران ضرت یعقوب فرط عشق ایشان با حضرت یوسف بایں لفظ تعبیر کردہ اند کہ انک لفی ضلالک القدیم و مراد از ہدایت آن ست کہ طریق وصول محبوب را تبو نشان دادیم بالجملہ ازیں قماش است سخنان اہل تفسیر دریں جا ایں بالیقین باید دانست کہ انبیاء قبل از بعث نیز از ضلال و کفر اصلی و طبعی معصوم و محفوظ اند بلکہ از معاصی نیز بہ تعمد چنانچہ در حدیث شریف ست کہ من ہیچ گاہ قصد نکردہ ام کہ کارے از آن کارہا کہ اہل جاہلیت می نمودند بعمل آرم مگر دربار و در ہر دربار لطف الٰہی انیکا کردن ندا دو عصمت او تعالیٰ درمیان من درمیان آن کار حائل شد"۔

(تفسیر عزیزی صفحہ ۲۲۱)

ترجمہ: "اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ (اس آیت میں) ضلال سے مراد محبت اور مرتبہ عشق ہے جیسا کہ یعقوب کے بیٹوں نے ان کی یوسف سے محبت کو اس لفظ (ضلال) سے تعبیر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی خودرفتگی میں ہیں اور (اس آیت میں) ہدایت سے مراد محبوب حقیقی کے وصال کا راستہ بتانا ہے"۔

بالجملہ اس قدر اہل تفسیر کے اقوال ہیں اور اس مقام پر یہ بات یقین کے

ساتھ جاننی چاہئے کہ انبیاء بعث سے پہلے بھی اصلی اور طبعی ضلال وکفر سے معصوم ومحفوظ ہوتے ہیں۔حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
''میں نے اہل جاہلیت کے کاموں میں سے کسی کام کے ارتکاب کا قصد نہیں کیا مگر دو بار اور ہر بار عنایتِ خداوندی نے مجھے یہ کام کرنے نہیں دیا اور میرے درمیان اور ان کاموں کے درمیان عصمت الٰہی حائل ہوگئی۔

تفسیر حسینی فارسی

کسی دور میں اس تفسیر کا طوطی بولتا تھا اس کے اردو میں کئی تراجم ہوئے تفسیر جلالین کی طرح اختصار کی وجہ سے عوام وخواص میں بہت مشہور ومتداول تھی جب اردو نے فارسی کو بے رواج کیا اس وقت سے تفسیر حسینی صرف خواص تک محدود ورہ گئی لیکن اس کے معتبر ومستند ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں صاحب روح البیان اپنی مشہور ومستند تفسیر میں اس کے حوالے دیتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔
''درحقائق سلمی مذکور است کہ ترا یافت درتی مستغرق در بحرِ معرفت ومحبت برتو منت نہاد و بمقام قرب رسانید''
حقائق سلمی میں مذکور ہے کہ اس نے تجھے محبت اور معرفت کے سمندر میں غرق پایا تو تجھ پر احسان فرمایا اور اپنے مقام تک پہنچایا۔

گھر کی گواہی

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ضلال کا معنی محبت اور وارفتگی لکھا وہ بالرائے نہیں اکابر واسلام رحمہم اللہ کی تائید کے علاوہ دیوبندیوں کے شیخ

الاسلام شبیر احمد عثمانی نے بھی اس معنی پر مہر ثبت کی ہے چنانچہ محمود الحسن کے ترجمہ قرآن پر اس نے حاشیہ لکھا ''یہاں ضالا کے معنی کرتے وقت سورۃ یوسف کی آیت ''قالوا تاللہ انک لفی ضلالک القدیم'' کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔
(سورۃ الضحیٰ تحت آیت ووجدک ضالا)

تبصرہ اُویسی غفرلہ

مولوی شبیر احمد عثمانی نے واضح کردیا کہ ضلال یا ضالا کے معنی بھٹکنے اور بے راہ ہونے یا ناواقفِ راہ اور بے خبری کے نہیں بلکہ محبت کے ہیں جیسا کہ حضرت یعقوب کو ان کے بیٹوں نے انہیں حضرت یوسف کی قمیض کی خوشبو آنے پر کہا۔ ''انک لفی ضلالک القدیم'' آپ تو اپنے بیٹے یوسف کی اسی پرانی محبت میں وارفتہ ہیں۔جبھی تو عثمانی صاحب نے ضالا کی تشریح میں لکھا ہے۔''اسی جوش طلب اور فرطِ محبت میں آپ بے قرار اور سرگرداں پھرتے۔الیٰ آخرہ۔''

تبصرہ اُویسی غفرلہ بر عبارت دھوکہ باز

مذکورہ طویل بیان سے واضح ہوگیا کہ دھوکہ باز نے یہ عبارت لکھ کر زبردست دھوکہ دیا ہے وہ عبارت پہلے ہم نے لکھی اب دوبارہ ملاحظہ ہو۔
ترجمہ قرآن کرتے ہوئے دیانت داری یہ ہونی چاہئے کہ اس میں لفظی ترجمہ ایسا ہو کہ اس ترجمہ کی جب دوبارہ عربی بنائی جائے تو اس میں لفظ کی کمی بیشی نہ ہو سکے بعد اعلیٰ حضرت پر بہتان تراشی کی کہ آپ نے تفسیر بالرائے کی ہے اور کہا کہ یہاں تفسیر وترجمہ ایسا کیا گیا ہے کہ جب اس کی عربی بنائی جائے تو عربی الفاظ کچھ کے

کچھ بن جائیں گے۔

اس عبارت میں مخالف نے وہ تیر چلایا ہے کہ جس سے جاہل لوگ تو متاثر ہو سکتے ہیں لیکن اہل علم اس کا تمسخر اڑائینگے اس لئے کہ لغت میں ایک لفظ کے بعض اوقات متعدد معانی ہوتے ہیں مثلاً جعفر کے چار معنی ہیں کسی شاعر نے کہا۔

جعفر آمد بمعنی چهار

خربوزه وجوئے ونام مردم حمار

جعفر چار معنوں میں آیا ہے (۱) خربوزہ (۲) نہر (۳) آدمی کا نام (۴) گدھا

اگر کوئی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا دشمن جعفر کا معنی گدھا لے تو اس نے لغوی معانی میں ایک معنیٰ لے کر جعفر دشمنی کا ثبوت دیا ہے جو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا عاشق ہوگا وہ جعفر کا ان چہار معانی سے وہ معنی لے گا جو امام صادق رضی اللہ عنہ کے شایانِ شان ہوگا یہی حال مخالفین کا ہے کہ ضلال کا لفظ متعدد معانی میں مستعمل ہے ان میں گمراہی کا معنی بھی ہے حضور نبی پاک ﷺ کے لئے آپکا دشمن یا آپ سے بغض رکھنے والا گمراہی کا معنیٰ لے رہا ہے اور عاشق صادق امام احمد رضا بریلوی اور ان کے تبعین اس معنی کو ہرگز قبول نہیں کرتے بلکہ وہ معنیٰ لیتے ہیں جو حضور سرور عالم ﷺ کے شایانِ شان ہے۔

علاوہ ازیں ترجمۃ القرآن صرف ترجمہ لفظی تو نہیں ترجمہ کے کئی اقسام ہیں فقیر نے ابتداء میں علامہ زرقانی کی مناہل العرفان سے تفصیل لکھ دی ہے۔ عوام کو دھوکہ دینا بددیانت لوگوں کا کام ہے ترجمہ لفظی کے علاوہ ترجمہ بامحاورہ بھی تو ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی برصغیر پاک وہند کے وہ عظیم

ترین مترجم ہیں جنہوں نے انتہائی کدوکاوش سے قرآن کریم کا ایسا ترجمہ پیش کیا ہے جس میں روح القرآن کی حقیقی جھلک موجود ہے۔ مقام حیرت واستعجاب ہے کہ یہ ترجمہ لفظی ہے اور بامحاورہ بھی اس طرح گویا لفظ اور محاورہ کا حسین ترین امتزاج آپ کے ترجمہ کی بہت بڑی خوبی ہے۔ پھر انہوں نے ترجمہ کے سلسلہ میں بالخصوص یہ التزام بھی کیا ہے کہ ترجمہ لغت کے مطابق ہو اور الفاظ کے متعدد معانی میں سے ایسے معانی کا انتخاب کیا جائے جو آیات کے سیاق وسباق کے اعتبار سے موزوں ترین ہوں۔ اس ترجمہ سے قرآنی حقائق ومعارف کے وہ اسرار ومعارف منکشف ہوتے ہیں جو عام طور پر دیگر تراجم سے واضح نہیں ہوتے یہ ترجمہ سلیس، شگفتہ اور رواں ہونے کے ساتھ ساتھ روح قرآن اور عربیت کے بہت قریب ہے۔ ان کے ترجمہ کی ایک نمایاں ترین خصوصیات یہ بھی ہے کہ آپ نے ہر مقام پر انبیاء علیہم السلام کے ادب واحترام اور عزت وعصمت کو بطورِ خاص ملحوظ رکھا ہے ان کے ترجمہ قرآن کے جملہ محاسن بیان کرنے کے لیے تو ایک ضخیم تصنیف کی ضرورت ہے کیونکہ اس طرح ان تمام مقامات کو زیر بحث لانا پڑے گا جنہیں دوسرے تراجم کے مقابلہ میں امتیاز حاصل ہے۔

(محاسن کنز الایمان)

یہ ایک حقیقت ہے کہ اعلیٰ حضرت کا ایک عظیم ترین کارنامہ اور علمی شہکار قرآنِ حکیم کا اردو ترجمہ ہے۔

تمام اردو تراجم قرآن سامنے رکھ لیجئے، اور اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کے ساتھ ان کا تقابلی مطالعہ کیجئے۔ آپ واضح ترین فرق وامتیاز محسوس کریں گے۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ لغوی، معنوی، ادبی اور علمی کمالات کا جامع ترین مرقع ہے۔ اسے دیکھ

کرانداز ہ ہوتا ہے کہ آپ کو عربیت اور قرآن فہمی کا کس قدر ملکہ حاصل تھا۔

مثلاً ''**ووجدك ضالاًفهدیٰ**''۔

(۱) شاہ عبدالقادر دہلوی کا ترجمہ ''اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی''۔

(۲) یہی ترجمہ محمود الحسن دیوبندی نے بھی کیا ہے (حاشیہ القرآن للعثمانی صفحہ ۱۰۲۶)

(۳) مودودی ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں۔ ''اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی۔'' (تفہیم القرآن، جلد ۶، صفحہ ۳۷۶)

(۴) شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں۔ ''اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی۔'' (ترجمہ شاہ رفیع الدین صفحہ ۶۲۸)

(۵) شاہ ولی اللہ صاحب کے فارسی ترجمہ کے لفظ یہ ہیں ''دریافت ترا راہ گم کردہ پس راہ نمود'' (صفحہ ۶۲۸)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ' نے ان سب کے برعکس ترجمہ فرمایا۔ ''**ووجدك ضآلاًفهدیٰ**''۔ ''تمہیں اپنی محبت میں وارفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔'' (کنزالایمان)

ناظرین انصاف فرمائیں کہ مذکورہ تراجم و ترجمہ اعلیٰ حضرت میں کون سانمایاں فرق ہے آپ کو کون سی بات پسند ہے حضور ﷺ کی گمراہی یا بارگاہ حق تعالیٰ کا عشق و محبت و وارفتگی۔

سوال: مولوی احمد رضا نے شاہ عبدالقادر دہلوی کے دوسو سال پرانے ترجمہ کو ایک طرف کر کے اپنا ترجمہ پیش فرمایا اس کی وجہ؟

جواب: ہم یہ ماننے کے لئے بالکل تیار نہیں کہ یہ ترجمہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

کا ہے یوں ہی شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ بھی ان کا نہیں ہے بلکہ تحقیق سے ثابت ہے کہ یہ دونوں ترجمے وہابیوں نے کئے اور نام لگا دیا ان دونوں بزرگوں کا۔

یوں ہی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ فارسی بھی مخدوش ہے۔ فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہٗ) کی تصنیف ''مسلک شاہ ولی اللہ'' کا مطالعہ کیجئے فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہٗ) نے دلائل سے ثابت کیا ہے اور دیوبندیوں کے اکابر کی تصریحات پیش کی ہیں کہ یہ ترجمے بزرگوں کے نہیں وہابیوں کے ہیں ان تراجم کے بعد مولوی اشرف علی تھانوی اور محمود الحسن اور ڈپٹی نذیر احمد ومودودی انہی کی نقل ہیں جب یہ ترجمے وہابیوں کے ہیں اور ان پرانے اور نئے ترجموں سے عصمت مصطفی ﷺ پر زد پڑتی ہے اور یہ ترجمے آیت ''**ماضل صاحبکم وما غوی**''۔ کے ارشاد ربانی کے خلاف بھی ہیں۔

اب فیصلہ ناظرین پر چھوڑتا ہوں کہ بزرگوں نے نہیں بلکہ وہابیوں نے نبی پاک ﷺ کی عصمت پر تراجم کی آڑ میں حملہ کیا۔ امام احمد رضا محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا نہ صرف دفاع فرمایا بلکہ لغت اور تفاسیر کے عین مطابق ترجمہ قرآن کا حق ادا کیا۔

''**فجزاه الله خير الجزاء**''

ناظرین کو اختیار ہے کہ وہابیوں کے تراجم کو لیں یا عاشقِ رسول ﷺ امام اہلسنّت مجددِ دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان سے استفادہ کریں۔

مرزائی ہزار بار گندے لیکن وہابیوں دیوبندیوں سے......؟

ناظرین یقین مانئے کہ "ووجدك ضآلًا" آیت کریمہ کے ترجمہ میں دیوبندی مرزائیوں سے بھی گئے گزرے ہیں کیونکہ مرزائیوں نے اس آیت کریمہ کا ترجمہ ان لفظوں میں کیا ہے۔

ترجمہ: ''اور جب اس نے تجھے اپنی قوم کی محبت میں سرشار دیکھا تو ان کی طرف کا صحیح راستہ تجھے بتادیا۔''

(تفسیر صغیر مؤلفہ مرزا بشیر الدین صفحہ ۱۳۱)

خدا لگتی کہئے کہ مرزائیوں نے دیوبندیوں کے ترجمہ ''اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی۔'' (ترجمہ محمود الحسن دیوبندی، صفحہ ۱۰۲۶) سے بہتر ترجمہ کیا ہے۔ ہاں اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ''اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔'' مرزائیوں کے ترجمہ سے بھی اعلیٰ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک حضور ﷺ محبت الٰہی میں خود رفتہ ہیں اور مرزائیوں کے نزدیک اپنی قوم کی محبت میں سرشار۔ اور ان کا فرق ظاہر ہے فلہ فہم وتدبر۔

چور کوتوال کو ڈانٹے

منکرین کو چاہئے تھا کہ خدا خوفی کرکے اعلیٰ حضرت کا احسان سمجھتے کہ انہوں نے راہِ حق کی صحیح سمت دکھائی لیکن اس کے بجائے ان پر الٹا طعن وتشنیع کرتے ہوئے لکھ مارا کہ سابقہ دو دو سو سال اور ایک ایک سال کے مترجمین ڈرتے تھے کہ اللہ کے کلام کا ترجمہ ہم سے الٹ نہ ہوجائے آج خوف خدا تو رہا نہیں۔ کبھی اپنے مسلک

کے خلاف جو آیت نظر آئی اس کا مرضی کے مطابق ترجمہ کردیا۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ

فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہٗ) نے دلائل سے ثابت کردیا کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ عین علماء حق کے مطابق ہے الحمد للہ اعلیٰ حضرت نے مسلکِ حق کے مطابق آیت کا ترجمہ فرمایا ہے۔ اور وہ بھی سابقہ مفسرین کے متعدد اقوال میں سے ایک قول کی بناء کیا ہے لہٰذا آپ کی ذات پر بے خوفی کا حکم لگانا خود اپنی بے خوفی ظاہر کرنا ہے۔ سچ ہے۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

دھوکہ کا ازالہ

منکرین کا ان تراجم کو اسلاف کے تراجم کہنا بھی دھوکہ ہے وہ تراجم ان کے اپنے وہابیوں کے ہیں۔ اور نام ظاہر کیا ہمارے بزرگوں کا۔ اسی لیے ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ اسلاف صالحین کوئی بھی حضور ﷺ کو گمراہ کہنا تو درکنار ان کے اذہان مبارکہ میں تصور تک نہ تھا۔ یہ گند اذہن وہابیوں کا ہے جو قرآن پاک جیسی مقدس کتاب کے ترجمہ میں اپنا گندا مزاج استعمال کیا۔

"فاعتبروا یا اُولی الابصار"

عذر گناہ بدتر از گناہ

مخالف نے ضال بمعنیٰ گمراہ ثابت کرنے کیلئے جو دلائل دیئے ہیں وہ اس کی نبوت دشمنی کا واضح ثبوت ہے۔ مثلاً کہا حضور ﷺ وحی آنے سے پہلے شریعت کی

تفصیلات سے واقف نہ تھے بعض واقعات پیش آنے سے پہلے بے خبر تھے۔ مثلاً واقعہ افک کی حقیقت ،اس نوعیت کے دیگر واقعات کہ حضور ﷺ وحی کے انتظار میں بے تاب رہتے تھے اور وحی سے خبر پاکر ان واقعات کی خبر پاتے تھے اور اصل راستہ سے واقف ہوجاتے تھے پھر وحی کے مطابق صراطِ مستقیم امت کو بتاتے تھے۔

جواب: مخالفین کی اس عبارت سے ان کا اصلی چہرہ سامنے آگیا وہ یہی کہ ضال بمعنی گمراہ بے خبر نہ واقف کے معانی کو ترجیح دی گئی ہے حضور ﷺ تو قبل از نبوت وبعد نبوت بہت سے امور سے ناواقف تھے نزول وحی تک نہ صرف بے خبر بلکہ بے قرار رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو نبوت چالیس سال کے بعد ملی اس سے قبل آپ کو یہ علم تک نہ تھا کہ آپ نبی بنیں گے جبرئیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے تب بھی بے خبر تھے ان کی بار بار تنبیہ کے بعد آپ ﷺ کو علم ہوا کہ ہاں یہ جبرائیل ہیں اور مجھے نبوت کی خبر دینے آئے ہیں حالانکہ یہ تمام باتیں وہابی عقائد پر مشتمل ہیں۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ جملہ عالمین کے نبی ہیں آپ اُس وقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ السلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔

"کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد"

اور حدیث صحیح مشکوٰۃ سے امام مسلم نے روایت کی ہے۔ **"ارسلت الی الخلق کافۃ"**۔ ہاں اظہارِ نبوت چالیس سال کے بعد ہوا اندریں دوران آپ کو علم الٰہیہ سے نوازا گیا۔ اجمالاً آپ کو جملہ علوم حاصل تھے مثلاً پیدا ہوتے ہی سجدہ ریز ہونا۔ اور امتی کی صدا لگانا پھر بچپن کے کوائف پھر جوانی سے تا اظہار نبوت لیکن اجمال کے رنگ میں اجمالی علم میں تفصیل بھی ہوتی ہے صرف فرق اتنا ہے اجمالی

علم ہر وقت ہوتا ہے تفصیلی علم کے لیے وقت کا انتظار کرنا پڑتا ہے مثلاً حافظ قرآن کو پورے قرآن کا علم ہے لیکن جب تراویح سنا رہا ہے تو پہلے پارہ کی تلاوت کے وقت دوسرے یا تیسرے پارے وغیرہ کی تلاوت کرے گا اگر اسے کوئی غلط لقمہ دے گا تو وہ نہ لے گا۔ اس سے یہ نہ کہا جائے گا کہ لقمہ والی عبارت کا اسے علم نہیں، بہرحال جتنا مخالفین حضور ﷺ کے علم پر ناجائز حملے کرتے ہیں ان کا اجمالی جواب یہ ہے جس کی تفصیل فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہٗ) نے **"غایۃ المامول فی علم الرسول"**، میں عرض کردی ہے۔

حدیث افک کا بھی جواب یہی ہے کہ آپ ﷺ کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا علم تھا قبل وحی بھی اس کے متعلق فرمادیا تھا۔ **"واللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا"**، میں اپنے اہل پر خیر ہی جانتا ہوں۔ مزید تفتیش وتحقیق میں شرعی احکام کی وجہ سے تھی۔ اس کی تفصیل فقیر کی کتاب "شرح حدیث افک" میں پڑھیے۔

بہرحال **ووجدك ضالا** کا ترجمہ اعلیٰ حضرت مسلک حق اہلسنت کی ترجمانی ہے اور دوسرے ترجمے وہابیت کے ترجمان ہیں جو گستاخی وبے ادبی سے لبریز ہیں، ہم اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کے عاشق ہیں مخالفین وہابیت کے دلدادہ **"للناس مایعشقون مذاهب"**۔

آیت نمبر ۱: **"واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنت"** (سورۃ محمد، ۱۹)

ترجمہ: مولوی محمود الحسن: "اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایمان

دار مردوں اور عورتوں کے لئے"۔

ترجمہ: مولوی اشرف علی تھانوی: اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے"۔

ترجمہ ابوالاعلیٰ مودودی: "اور معافی مانگو اپنے قصور کے لئے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی"۔

آیت نمبر ۲: "**انا فتحنا لك فتحا مبينا ٥ ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر**۔ (سورۃ الفتح ۲)

ترجمہ: مولوی اشرف علی تھانوی: بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے"۔

ترجمہ: مولوی محمود الحسن: "ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے"۔

اختصار کے پیش نظر ان مترجمین کے تراجم لکھے ہیں جن پر ان کے پیروکاروں کو اعتماد ہے علاوہ ازیں دوسرے تراجم اردو بھی ان ترجموں سے مختلف نہیں

ناظرین کو دعوتِ غور وفکر

ناظرین ان پر بلا امتیاز مسلک و مذہب غور فرمائیں آیت اول میں ان مترجمین نے اپنے ترجموں میں ایسے الفاظ استعمال کیے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کو معاذ اللہ خطا کار اور قصوروار بنا ڈالا۔ ذرا غور کیجئے ان غیر محتاط تراجم کے مطالعہ سے ایک عام مسلمان یا ایک غیر مسلم کیا تاثر لے سکتا ہے یہی کہ معاذ اللہ خود حضور ﷺ

کا دامن بھی خطاؤں اور گناہوں اور قصوروں سے پاک نہ تھا۔ کیا یہ تراجم دشمنان اسلام کے ہاتھ میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ایک مضبوط ہتھیار تھما دینے کے موجب نہیں ہوں گے۔؟

دوسری آیت میں مترجمین نے خطاؤں کو حضور ﷺ کی ذات سے منسوب کر دیا۔ ان غیر محتاط مترجمین کے تراجم سے تاثر پیدا ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضور ﷺ سے پہلے بھی گناہ سرزد ہوتے رہے اور بعد میں بھی۔ اور خدا نے اس آیت میں ان کی بخشش کا وعدہ فرمایا ہے۔

مانا کہ مترجمین کا یہی عقیدہ ہے حضور نبی پاک ﷺ گناہ و خطا و قصور سے معصوم ہیں قبل از نبوت بھی۔ صغائر سے بھی کبائر سے بھی۔ لیکن ترجمہ کو عام آدمی پڑھے گا اور صرف ترجمہ سے تو لازماً یہی سمجھے گا کہ (معاذ اللہ) نبی علیہ السلام ہماری طرح عام بشر ہیں جیسے ہم سے گناہ و خطا و قصور سرزد ہوتا ہے تو توبہ وغیرہ سے معاف ہو جاتا ہے یوں ہی نبی علیہ السلام کا حال ہے صرف فرق یہی ہے کہ نبی ہیں انہیں بلا توبہ معاف کیا جا رہا ہے اور ہم امتی ہیں اور ہمارے گناہ و خطا و قصور توبہ سے معاف ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان تراجم میں نبی پاک ﷺ کی عصمت پر حملہ ہوا۔ جس کی مترجمین کو صفائی دینی پڑی حالانکہ ترجمہ ایسا ہونا چاہیے تھا کہ عام قاری کو اعتراض کی گنجائش نہ ہوا اور نہ ہی مخالف اسلام کو اسلام پر حملہ کرنے کا موقعہ ملے۔ اور نہ ہی بعد کو صفائی دینے کی ضرورت ہو۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا کمال

امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے دونوں آیتوں کا ایسا نفیس ترجمہ فرمایا کہ ترجمہ کا حق ادا کر دیا اور معترضین اسلام کو اعتراض کا موقعہ بھی نہ دیا آپ نے کنز الایمان میں پہلی آیت کا ترجمہ لکھا۔

"اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔"

دوسری آیت کا ترجمہ لکھا کہ

"بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔"

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ

ان دونوں آیتوں میں لفظ ذنب کا ترجمہ (گناہ) بھی بحال رکھا گیا ہے۔ اور حضور نبی پاک ﷺ کی عظمت پر بھی دھبہ نہیں آنے دیا بلکہ ایسا پیارا ترجمہ کیا کہ اس سے شانِ نبوت کا علو ورفعت کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ نبی علیہ السلام ایسی شان باکمال کے مالک ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے صدقے تمام اہل ایمان کو بھی بخشنے کا وعدہ فرما رہا ہے اور ترجمہ میں کسی زائد الفاظ کو تفسیری طور پر بڑھانے کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہونے دی۔

"فجزاہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء"

تحقیق حق

تراجم سے ناظرین کو یقین ہو گیا ہو گا کہ پہلے ترجموں میں لکھا ہے کہ

حضور ﷺ سے گناہ وخطا وقصور کا صدور ہوا یا ہو گا تو اللہ تعالیٰ نے معافی کا مژدہ سنا دیا اور یہ عقیدہ خود ترجمہ کرنے والوں کا بھی نہیں جیسا کہ وہ اس کا اعتراف کرتے ہیں جو ترجمہ خود مترجم کے عقیدے کے خلاف ہو تو اس ترجمہ کی کیا ضرورت ہے اور جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ترجمہ کیا وہ اسلام کا مسلمہ عقیدہ ہے جس پر دوسرے مترجمین کو بھی اتفاق ہے تو پھر وہ ترجمہ کیوں نہ لیا جائے جو متفق علیہ عقیدہ کا مظہر ہے پھر مخالفین کو کون سمجھائے کہ تمہارے اکابر کے ترجمے خود تمہارے عقیدہ کے خلاف ہیں اور سب سے بڑی خرابی یہ کہ اس سے عوام کے عقیدہ کے بگڑنے کا خطرہ ہے بلکہ بڑھ کر یہ کہ ان تراجم سے اسلام میں ایک فتنہ بپا کرنا ہے کیونکہ ہم مسلمان کہیں گے کہ رسول اللہ عزوجل ﷺ جملہ گناہوں، خطاؤں اور قصوروں سے پاک اور معصوم ہیں لیکن دشمنانِ اسلام کہیں گے کہ نہیں وہ گناہ قصور وخطا کرتے تھے جس کی خبر خود قرآن نے دی ہے اور اس کا ترجمہ تمہارے مسلمانوں نے کیا ہے کہ ان کے گناہ وخطا وقصور بخشا گیا اور قرآن کا فیصلہ ہے۔ **"والفتنة اشد من القتل"** اور فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔

عوام سے اپیل

عوام اہل اسلام سے گذارش ہے کہ فیصلہ فرمائیں کہ فتنہ انگیز تراجم چاہئیں یا وہ ترجمہ ہو جو تمام فتنوں کو مٹائے اور دلوں کو چین بخشے اور عشق رسول ﷺ کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ اس ترجمہ کا نام ہے۔

"کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن"

اصول ترجمہ

مترجم کو علوم اسلامیہ پر مکمل دسترس ضروری ہے بالخصوص لغات وتفسیری اصول سے علاوہ تفاسیر کا بھرپور مطالعہ ہو۔ دوسرے مترجمین کا حال کسی سے مخفی نہیں اور امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی علمی وسعت وکثرت مطالعہ وحافظہ کا مخالفین کو اعتراف ہے۔ فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہٗ) نہایت وثوق سے لکھ رہا ہے کہ مترجمین نے جہاں گناہ وخطاء وقصور ترجمہ کیا ہے عربی ولغوی اعتبار سے کسی تفسیر میں بھی یہ معنی نہ ملیں گے۔

چند تفاسیر کے حوالہ جات حاضر ہیں۔

(۱) مشہور تفسیر میں ہے کہ ذنب سے مراد خلافِ اولیٰ ذنب ہے۔

(۲) مراتب علیا کی بہ نسبت مراتب ادنیٰ مراد ہے۔

(۳) آپ کی امت کے گناہ مراد ہیں اور اُن کے ذنوب کی نسبت آپ کی طرف کر دی ہے کیونکہ قوم کے افعال کی نسبت اس کے قائد کی طرف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ فلاں جرنیل ہار گیا اور یہ اسناد مجاز عقلی ہے۔

(۴) علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ یہاں مغفرت کا اطلاق اس چیز پر ہے جس کو حضور اپنی نظرِ عالی کے پیش نظر ذنب خیال فرماتے ہیں۔

(۵) شیخ ابو سعود لکھتے ہیں کہ ''حضور ﷺ بسا اوقات تشریعی ضرورتوں کے سبب سے افضل اور اولیٰ امر کو ترک فرما دیتے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان امور کا ترک کرنا بھی جائز ہے اور یہ مغفرت اس ترک کی طرف راجع ہے۔ اگرچہ یہ ترک معصیت نہیں ہے۔''

(۶) علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں کہ ''ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کے ہاں گناہ کا حکم رکھتی ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے امور کی مغفرت کا اعلان کر دیا۔

(۷) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''نہ آپ نے کوئی گناہ کیا ہے نہ کرنا ہے۔ لیکن اگر بفرض محال کوئی گناہ ہو بھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کا اعلان فرما دیا ہے۔''

(۸) قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ جب **''وما ادری ما یفعل بی ولا بکم''** (نہ میں جانتا ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا) نازل ہوئی تو مشرکین نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا ہمارا اور محمد (ﷺ) کا حال برابر ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے کفار کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی یعنی حضور ﷺ کا انجام خیر معلوم ہے اور کفار کا حال بد۔ پھر برابری کسی؟

(۹) علامہ تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ: ''یہ اظہار مغفرت کا ایک کلمہ شریف ہے جیسے بادشاہ کسی وزیر کو خوش ہو کر کہہ دے جاؤ تمہارے سات خون معاف۔ بغیر اس بات کے کہ اس نے کوئی خون کیا ہو یا کرنا ہو۔ اسی طرح اللہ عزوجل نے حضور ﷺ پر راضی ہو کر آپ ﷺ کی مغفرت کا اعلان کر دیا۔ بغیر اس امر کے حضور ﷺ نے کوئی گناہ کیا ہو یا کرنا ہو''۔

(۱۰) شیخ عزیز الدین ابن سلام لکھتے ہیں کہ: ''تمام انبیاء علیہم السلام مغفور ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی مغفرت کا اعلان نہیں کیا۔ اسی سبب سے عرصۂ حشر میں ابتداء انبیاء علیہم السلام لوگوں کی شفاعت نہیں کریں گے اور نفسی نفسی کہہ کر اپنی فکر کا اظہار

کریں گے۔ اگر دنیا میں حضور ﷺ کی مغفرت کا اعلان نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ حضور ﷺ جبھی شفاعت کرنے میں تامل فرماتے اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں آپ ﷺ کی مغفرت کا اعلان کر کے آپ کو تسلی دی تاکہ آپ روزِ محشر اپنی طرف سے بے فکر اور مطمئن ہو کر امت کی شفاعت کر سکیں''۔

(۱۱) علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی فرماتے ہیں: ''مغفرت کے معنی ستر ہیں اور ہمارے حق میں مغفرت ذنوب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ذوات اور ہمارے عذاب کے درمیان اپنی رحمت کو حائل کر دے اور انبیاء علیہم السلام کے حق میں مغفرت ذنوب کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی ذوات اور ان کے مفروضہ گناہوں کے درمیان اللہ تعالیٰ اپنی عصمت اور حفاظت کو حائل کر دے۔ اس اعتبار سے اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی اور پچھلی زندگی کو گناہوں سے معصوم اور محفوظ کر دیا''۔

(۱۲) حضور ﷺ عصمت کے باوصف امتثال امر اور تواضع کی وجہ سے کثرت سے استغفار کیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اظہار اجابت کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۱۳) سیدی عبد العزیز دباغ نے افادہ فرمایا کہ: ''معصیت کا سبب اللہ تعالیٰ سے غفلت ہے جب بندے اور خدا کے درمیان غلبۂ شہوت، غلبۂ غضب یا غلبۂ حرص کے حجابات حائل ہو جاتے ہیں تو وہ معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے اسی طرح بندے کی کی جسمانی کثافت بشری ہیولانیت اور ظلمات معصیت کے حجابات بھی اس کے اور خدا کے درمیان حائل ہوتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے وہ مغفرت الٰہی سے بے بہرہ، حضور و شہود سے غافل اور کسب معصیت میں اندھا ہو جاتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی ذواتِ قدسیہ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے درمیان یہ حجاب نہیں ہوتے اسی وجہ سے وہ محرم اسرار اور

صفات سے واقف اور شہود و حضور میں مستغرق ہوتے ہیں پھر گناہ کیسا؟''۔

نیز سیدی عبد العزیز دباغ فرماتے ہیں کہ: ''نجس اور متعفن چیز پر آکر مکھیاں بیٹھتی ہیں اگر چیز نہ ہو تو مکھیاں بھی نہ ہوں گی اور یہ حجاب بمنزلہ چیز اور گناہ بمنزلہ مکھیاں ہوتے ہیں پس جب انبیاء علیہم السلام اور خدا کے درمیان حجاب نہ رہا تو گناہ بھی نہ رہا اور یہ رفع حجاب حسبِ مراتب ہوتا ہے''۔

پھر فرماتے ہیں: ''غفر کا معنی ہمارے حق میں ستر ذنوب اور انبیاء علیہم السلام کے حق میں عدمِ ذنوب ہوتا ہے''۔

اس تمہید کے بعد آیت زیر نظر کا مطلب بیان فرماتے ہیں کہ۔ ''**انا فتحنالک فتحامبینا**''۔ پیارے ہم نے اپنے اور تمہارے درمیان کسی قسم کا کوئی حجاب نہیں رکھا۔ اور فتح مبین کر دی ہے تاکہ تم ہمیشہ مشاہدۂ ذات وصفات میں مستغرق اور منہمک رہو اور تمہاری زندگی گزشتہ ہو یا آئندہ اس میں کسی قسم کی کوئی خطا راہ نہ پا سکے نہ اجتہاداً نہ عمداً''۔

(۱۴) گناہ کا سبب نفس اور اس کے تقاضوں سے اندھا دھند محبت کرنا ہے۔ جب انسان اور اس کے اعمال کے درمیان محبتِ نفس آتی ہے تو معصیت جنم لیتی ہے اور نیکی کا سبب اللہ اور اس کے احکام سے بے اندازہ محبت ہے، جب انسان محبتِ الٰہی سے سرشار ہوتا ہے تو اسے ہر گناہ سے نفرت اور نیکی سے الفت ہو جاتی ہے پھر نفس کے تقاضوں کو پورا کرنا مشکل اور شریعت کی دشوار گزار راہوں میں آبلہ پا چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ جب دل اس کی یاد سے معمور اور آنکھیں جلوؤں سے مخمور ہوں تو انسان اس کی خاطر سر کٹا سکتا ہے لیکن خواہش کے آگے سر جھکا نہیں سکتا۔ تو آیت کا مطلب

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم نے آپ کے لئے اپنی محبت کی راہوں کو کشادہ کر دیا تاکہ آپ کی زندگی کے کسی حصہ میں کوئی ایسا عمل نہ آنے پائے جو محروم محبت کا ثمرہ ہو۔

(محاسن کنز الایمان)

اور یہ صرف بطور نمونہ عرض کیا گیا ہے۔ ورنہ اصولِ تفسیر کے قاعدہ پر قرآن ذو وجوہ ہے یعنی بیک وقت کئی معانی و مفاہیم کا حامل ہے۔ اس قاعدے کے متعلق اسلاف کی متعدد تصانیف ہیں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے الاتقان صفحہ ۱۴۱ تا صفحہ ۱۴۳ جلد نمبر ۱ میں مستقل باب، معرفۃ الوجوہ والنظائر، قائم فرمایا ہے۔

معجزہ

بلکہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کے وجوہ متعدد کو معجزہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

"جعل بعضهم ذلك من انواع معجزات القرآن حيث كانت الكلمة الواحدة تنصرف الى عشرين وجها واكثرواقل ولايوجه ذلك فى كلام البشر"

بعض علماء نے قرآن کے ذو وجوہ کو معجزات کے انواع سے شمار کیا ہے جب کہ اس کے ایک کلمہ کی کم و بیش بیس وجوہ بھی نکلتی ہیں اور یہ خوبی کلام بشر میں نہیں پائی جاتی۔

بلکہ علماء کرام نے تو یہ بھی فرمایا کہ ہر آیت کے لئے ساٹھ ہزار مفہوم ہیں۔

(الدولۃ المکیہ صفحہ ۱۰۲ تا ۱۳۰، حاشیہ نمبر ۱)

مفسر قرآن دستگیر جہان یعنی شاہ جیلان رضی اللہ عنہ

مذکورہ بالا کی علمی تائید حضور غوث الاعظم جیلانی محبوب زبانی سیدنا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ ہیں کہ آپ نے ایک محفل میں قران کی چالیس وجوہ (تفسیر) بیان فرمائیں اس محفل میں علماء و مفسرین و محدثین بھی تھے جس پر آپ کو زبردست تحسین و خراج عقیدت پیش کیا آپ نے فرمایا۔ **"اجفامن القال الی الحال"**۔ اب ہم قال سے حال کی طرف لوٹتے ہیں یہ فرما کر خاموشی سے حاضرین پر روحانی توجہ ڈالی تو ایک کہرام بپا ہو گیا اور پورا مجمع تڑپ اٹھا۔

اس مجمع میں امام ابن الجوزی مشہور محدث رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ وہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے تبحر علمی کے معترف ہو گئے نہ صرف گرویدہ بلکہ ایسے بے خود ہوئے کہ اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔

(اخبار الاخیار، صفحہ ۱۱، وقلائد الجواہر)

فائدہ: نہ صرف گرویدہ ہوئے بلکہ بعد مرید ہو کر خلافت قادریہ سے نوازے گئے تفصیل دیکھئے فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہ) کی شرح۔ "حدائق بخشش جلد اول"

کمال امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ' کا آیت مذکورہ میں ذنب کی تفسیر میں ایک وجہ اختیار کرنا قرآن کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لیکن افسوس ہے دیوبندیوں وہابیوں پر کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو تفسیر بالرائے اور تحریف اور نا معلوم کیا کیا الزام تراشے، حالانکہ یہی الزامات ان کے اکابر پر وارد

ہوتے ہیں کہ ان کے تراجم لفظی ترجمہ کی آڑ میں وجوہ مذکورہ وغیرہ میں کسی ایک کو بھی اپنا مؤید نہیں بنا سکے۔

اور ہزاروں حیف مولوی غلام رسول سعیدی اور اس کے چیلے زبیر حیدر آبادی پر جنہوں نے اعلیٰ حضرت کے ترجمے پر ناروا حملے کئے ان کی اصلی عبارت آخر میں عرض کروں گا۔ ''ان شاء اللہ عزوجل''

تائید تفاسیر

جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا گیا ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کا ترجمہ الہامی ہے آپ کے ترجمہ کے بعد جب تفاسیر کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا تو درجنوں تفاسیر آپ کے ترجمہ کے مطابق پوری اترتیں ہیں فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہٗ) چند حوالے عرض کرتا ہے:

(۱) امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں: **''لم یکن للنبی ذنب فماذا یغفر له قلنا الجواب عنه قد تقدم مرارا من وجوه احدها المراد ذنب المؤمنین''۔**

(اگر کوئی سوال کرے کہ) رسول اکرم ﷺ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا پھر کس بات کی مغفرت ہوئی۔ ہم کہتے ہیں اس کا جواب متعدد وجوہ سے پہلے (تفسیر کبیر میں) بیان ہو چکا ہے ایک توجیہہ یہ ہے کہ یہاں مومنین کے گناہ مراد ہیں۔

(کبیر صفحہ ۷۸ جلد ۲۸)

چنانچہ علامہ رازی سورہ محمد میں **''واستغفر لذنبك''** کے تحت فرماتے

ہیں **''ای لذنب اهل بیتك وللمؤمنین والمؤمنات ای الذین لیسوا منك باهل بیت''**۔ یعنی آپ اہلِ بیت اور عام مومنین ومومنات جو اہل بیت سے نہیں ہیں۔ کے گناہوں کی بخشش طلب کریں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں: **''قال عطاء الخراسانی ماتقدم من ذنبك یعنی ذنوب ابویك آدم وحوا ببرکتك وماتأخر ذنوب امتك بدعوتك''**۔ یعنی **''ماتقدم من ذنبك''** میں ذنبک سے مراد حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی لغزش ہے جو آپ کی برکت سے معاف ہوئی اور **''وماتاخر من ذنبك''** سے امت کے گناہ مراد ہیں جو آپ کی دعا سے معاف ہوئے۔

(۳) الشیخ احمد الصاوی تفسیر صاوی جلد ۴، صفحہ ۹۰ میں لکھتے ہیں:

''ای اسناد الذنب له ﷺ مؤول اما بان المراد ذنوب امتك او هو من حسنات الابرار سیئات المقربین''۔

حضور ﷺ کی طرف ''ذنب'' کی نسبت کی تاویل یوں کی گئی ہے کہ اس سے امت کے گناہ مراد ہیں یا وہ اعمال صالحہ ہیں جنہیں مقربین اپنی شان کے مطابق گناہ تصور کرتے ہیں۔

(۴) نظام الدین حسن بن محمد (م ۷۲۸ھ) نے لکھا:

''فقیل اراد به ذنب المؤمنین من امته''۔

''اس سے مومنین امت کے گناہ مراد ہیں''۔

صرف ان چار حوالوں کی اصل عبارت لکھ دی ہے آگے ایک طویل فہرست

عرض کرتا ہوں تاکہ قارئین کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کے تبحر علمی کا یقین ہو کہ انہیں اس فن تفسیر میں کتنا بلند مرتبہ حاصل تھا آپ نے اپنے ترجمہ میں کیسے دریا کو کوزہ میں بند فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تبحری علم التفسیر کا ایک نمونہ فقیر کا رسالہ ''امام احمد رضا اور علم التفسیر'' کا مطالعہ کیجئے۔

فہرست تفاسیر و مفسرین جنہوں نے آیت لذنبک میں امت مراد لی ہے۔

نمبر شمار	نام مصنف	حوالہ
۱	امام فخر الدین رازی رحمہم اللہ	ان کی اصل عبارت لکھی گئی ہے
۲	قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہم اللہ	ان کی اصل عبارت لکھی گئی ہے
۳	عارف شیخ احمد صاوی رحمہم اللہ	ان کی اصل عبارت لکھی گئی ہے
۴	نظام الدین حسن بن محمد رحمہم اللہ	ان کی اصل عبارت لکھی گئی ہے
۵	امام ابواللیث سمرقندی حنفی رحمہم اللہ	تفسیر القرآن
۶	امام ابن عطاء بغدادی رحمہم اللہ	بحوالہ نسیم الریاض
۷	امام ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہم اللہ	التفسیر فی التصوف
۸	امام ہبۃ اللہ بغدادی رحمہم اللہ	الناسخ والمنسوخ
۹	امام مکی ابوطالب رحمہم اللہ	بحوالہ الشفاء للقاضی عیاض
۱۰	امام قاضی عیاض رحمہم اللہ	الشفاء جلد ۱، صفحہ ۱۳۷ تا ۱۳۸
۱۱	ملا علی قاری حنفی رحمہم اللہ	شرح الشفاء جلد ۴، صفحہ ۱۷۵

نمبر شمار	نام مصنف	حوالہ
۱۲	امام شہاب الدین خفاجی حنفی رحمہم اللہ	نسیم الریاض جلد ۴، صفحہ ۱۷۵
۱۳	امام اسماعیل حقی حنفی رحمہم اللہ	روح البیان جلد ۴، صفحہ ۱۰
۱۴	امام قرطبی مالکی رحمہم اللہ	الجامع الاحکام القرآن، جلد ۸، صفحہ ۲۱۱
۱۵	امام ابوحیان اندلسی رحمہم اللہ	البحر المحیط، جلد ۷، صفحہ ۵۲۸
۱۶	امام نسفی حنفی رحمہم اللہ	مدارک التنزیل، جلد ۳، صفحہ ۵۴۵
۱۷	امام سید محمود آلوسی حنفی رحمہم اللہ	روح المعانی صفحہ ۷۷، جلد ۱۳
۱۸	علامہ سلیمان جمل رحمہم اللہ	حاشیہ الجمل علی الجلالین، جلد ۴، صفحہ ۲۰
۱۹	علامہ حسین کاشفی رحمہم اللہ	تفسیر حسینی فارسی، صفحہ ۱۰۷۰

نوٹ: ان کے علاوہ متعدد تفاسیر و کتب سیر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کے ترجمہ کی تائید ملتی ہے فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہٗ) نے رسالہ کو ضخامت سے بچانے کے لئے انہی معروف تفاسیر پر اکتفاء کیا ہے۔

الفضل ماشهدت به الاعداء

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تائید غیر مقلدین اور دیوبندیوں کی تفاسیر و تصانیف سے بھی ہوتی ہے چند ایک کے اسماء حاضر ہیں۔

(۱) موضح القرآن منسوب بہ شاہ عبدالقادر طبع کراچی صفحہ ۴۹۵۔

(۲) تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی طبع کراچی شائع کنندگان دیوبندی صفحہ ۶۴۲۔

(۳) حاشیہ عثمانی بر ترجمہ محمود الحسن صفحہ ۶۴۹۔

(۴) اشرف الحواشی ترجمہ وحید الزمان غیر مقلد صفحہ ۵۶۵۔

(۵) حاشیہ ترجمہ ثنائی غیر مقلد صفحہ ۵۶۶۔

نوٹ: یہ صرف چند نمونے تائیدی عرض کئے ہیں اگر بالاستیعاب صرف ان حوالوں کو جمع کروں تو الحمدللہ ایک ضخیم تصنیف تیار ہوسکتی ہے۔

ہزار حیف بر سعیدی وحیدر آبادی

دیوبندی وھابی تو رسول اللہ ﷺ کے بغض وعداوت میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے بارے میں جو کچھ لکھیں تو وہ فی قلوبہم مرض کے مطابق مجبور ہیں لیکن صد افسوس اور ہزار حیف مولوی غلام رسول سعیدی اور اس کے چیلے زبیر حیدر آبادی پر کہ ایک طرف اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے عقیدت کا دم بھرتے ہیں تو دوسری طرف ان پر جارحانہ حملے کرتے ہیں جنہیں پڑھ کر ہماری آنکھیں شرم سے جھک جاتی ہیں اور مخالفین خوشی سے بغلیں بجاتے ہیں۔

ذیل میں ان شوم بختوں کی عبارات ملاحظہ ہوں۔

غلام رسول سعیدی

اس نے شرح مُسلم لکھ کر اپنی عاقبت برباد کی اس کی شرح مسلم سے چند حوالے حاضر ہیں۔

(۱) لیکن یہ تفسیر (کنزالایمان) احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اور عقلاً بھی مخدوش۔

(جلد ۳، صفحہ ۹۸)

(۲) اس آیت سے امت کی مغفرت مراد لینا صحیح نہیں۔ (صفحہ مذکور)

(۴) اسی کی جلد ششم کے صفحہ نمبر ۶۹۱ میں ہے: یہ ترجمہ صحیح نہیں "تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے"۔

(۶) اسی میں صفحہ ۶۹۱ اور صفحہ ۶۹۴ پر ہے: "اس ترجمہ کے غلط ہونے کی سب سے واضح دلیل" الخ

(۷) اسی کی جلد ہفتم کے صفحہ ۳۲۴ میں ہے: "ہمارے نزدیک یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ ترجمہ لغت، اطلاقاتِ قرآن، نظمِ قرآن اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اور اس پر عقلی خدشات اور ایرادات بھی ہیں۔

(۸) اسی میں صفحہ ۳۴۶ پر ہے: "جس ترجمہ میں مغفرت کا تعلق اگلوں اور پچھلوں کے ساتھ کیا گیا ہے، وہ لغت، قرآن مجید کی بکثرت آیات میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مغفرت کے تعلق، نظمِ قرآن، احادیث، آثار اور فقہاءِ اسلام کی تصریحات کے خلاف ہے۔

(۹) اسی کے اسی جلد میں صفحہ ۳۲۵ پر ہے: "ہمارے نزدیک اللہ کی بیان کردہ اضافت کے خلاف اس آیت میں اگلوں اور پچھلوں کے گناہ مراد لینا صحیح نہیں ہے۔

نوٹ: ایک سانس میں سعیدی نو بار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر حملہ آور ہوا ہے دلیل ایک بھی نہیں لکھی اس کے نو حملے فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہٗ) کے بیان کردہ حوالہ جات کے سامنے سعیدی غریب کی کوئی احمق سنے گا یا اس کے چیلے چنانچہ ایک چیلا بولتا ہے۔

وہ تھا گُرو، یہ ہے چیلہ

بعض اوقات چیلے گرو سے بڑھ جاتے ہیں، حیدرآبادی زبیر اپنے گرو کو کوسوں پیچھے چھوڑ گیا ہے اس کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

حیدر آبادی زبیر، کی اس موضوع پر ریکارڈ کی گئی کیسٹ میں زیر بحث ترجمۂ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے متعلق ان کے یہ جملے موجود ہیں جو اس نے کئی بار دہرائے ہیں کہ:

(۱) ''یہ صحیح نہیں'' (۲) ''یہ معنی حدیث کے خلاف ہے'' (۳) ''ایک اور معنی ہیں جو حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ترجمہ قرآن پاک کے اندر بیان کئے ہیں۔ الخ (۴) اس بارے میں اس کے تحریر کردہ ایک بیان کے صفحہ ۱ پر ہے: ''یہ جواب صحیح نہیں'' اھ۔ (۵) اسی میں صفحہ ۲ پر ہے ''یہ تفسیر احادیثِ صحیحہ کے خلاف ہے اور عقلاً بھی مخدوش ہے۔'' اھ۔ (۶) اسی میں صفحہ ۳ پر کئی بار مرقوم ہے: ''یہ معنی حدیث کے خلاف ہے'' اھ (۷) صفحہ ۴ پر ہے ''یہ معنی لینے حدیث کے بھی خلاف ہیں اور عقل کے بھی خلاف'' اھ

نوٹ: زبیر حیدر آبادی کا یہ بیان مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۹۷ء کا تحریر کردہ ہے جس کی فوٹو کاپی ریکارڈ پر محفوظ ہے۔

علاوہ ازیں اس نے ''مغفرت ذنب'' کے عنوان سے اس موضوع پر جو اپنا ایک (دو سطریں زائد اٹھاون صفحات کا) رسالہ شائع کیا ہے، ویسے تو وہ اوّل سے آخر تک مکمل طور پر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اس ترجمہ کے خلاف ہونے کے باعث مانحن فیہ کی واضح دلیل ہے تاہم اس کے بعض مخصوص جملے عنوانِ ہذا سے صریحاً تعلق رکھتے ہیں، اس لئے انہیں بھی پڑھئے صفحہ ۶ پر ہے۔

(۸) ''حدیث کے صریح خلاف'' اھ۔

(۹) ''کئی احادیث کے یہ ترجمہ خلاف ہے'' اھ۔

(۱۰) ''ترجمہ اور حدیث آپس میں ایک دوسرے کے منافی ہیں اس لئے ان دونوں

میں سے کوئی ایک صحیح ہوگا'' اھ۔

(۱۱) اسی میں صفحہ ۹ پر لکھا ہے: ''قول صریح احادیث کے خلاف ہے'' اھ۔

(۱۲) ''یہ معنی صریح احادیث کے خلاف ہیں''۔

(۱۳) اسی میں صفحہ ۲۰ پر کئی مرقوم ہے: ''قول ضعیف اور غیر معقول، غیر صحیح، بعید، صحیح احادیث کے صریح خلاف ہے'' اھ ملخصاً بلفظہ۔

(۱۴) صفحہ ۲۸ پر کئی بار مرقوم ہے: ''غیر مقبول، مردود، ضعیف، بعید، غیر حسن، حدیث کے خلاف، غلط، حدیث شفاعت کے بھی منافی ہے اھ ملخصاً بلفظہ۔

(۱۵) صفحہ ۲۹ پر ہے: ''یہاں امت کی مغفرت مراد لینا اس حدیثِ شفاعت کے بھی خلاف ہے'' اھ (مؤید)

(۱۶) صفحہ ۳۰ پر ہے: ''اس آیت مبارکہ میں امت کی مغفرت مراد لینا اس حدیثِ شفاعت کے بھی خلاف ہے'' اھ

(۱۷) اسی میں صفحہ پر ہے: ''غیر صحیح اور ضعیف'' اھ۔

(۱۸) صفحہ ۳۳ پر ہے: ''مردود غیر صحیح غیر مقبول'' اھ۔

(۱۹) اسی میں صفحہ ۳۴ پر ہے: ''ضعیف اور غیر مقبول'' اھ۔

(۲۰) صفحہ ۴۷ پر ہے: ''آیتِ مبارکہ ''**لیغفرلك الله ماتقدم**''۔ میں اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت مراد لینا یہ نقلی اور عقلی طور پر درست نہیں بلکہ متعدد صحیح احادیث کے صریح خلاف ہے اھ۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ

واقعی چیلہ گرو سے بازی لے گیا۔ اس نے چند باتوں پر اکتفاء کیا چیلے نے بیس حملے

کئے اور ساتھ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر تحریف القرآن جیسے قبیح امر کے ارتکاب کا الزام لگایا یہ بہتان ایسے غلط ہے جیسے نہلا چیلہ، کیونکہ فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی) متعدد تفاسیر کی تصریحات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ' کی تائید میں پیش کر چکا ہے۔

چیلہ پھانسی کے پھندے میں

ایسے ہونہار چیلے کبھی پانسی کے پھندے کا منہ بھی دیکھتے ہیں۔ شاہ غوث علی پانی پتی نے ''تذکرہ غوثیہ'' میں لکھا کہ اگر وہ چیلہ سفر کو چلے تو ایسے ملک میں پہنچے جہاں ہر شے کا نرخ چار آنے تھا۔ چیلے نے یہاں اقامت پذیر ہونے کا مشورہ دیا گرو نے کہا کہ یہاں کے لوگ بے وقوف ہیں یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں۔ بالآخر چیلے کے اصرار پر وہاں دونوں مقیم ہو گئے چونکہ ہر شے چار آنے کو ملتی تھی اس لیے چیلے نے مرغن غذائیں کھانی شروع کر دیں اور گرو نے احتیاط رکھی۔ تھوڑے عرصہ میں چیلہ موٹا ہو گیا اس شہر کے بادشاہ کے ہاں ایک مقدمہ پیش ہوا کہ ایک آدمی دیوار کے نیچے دب کر مر گیا وہ در اصل اس گھر میں چوری کرنے گیا تھا دیوار گری اس سے مر گیا۔ بادشاہ نے کہا گھر والے کو پکڑ کر پھانسی پر لٹکاؤ کہ اس نے ایسی دیوار کیوں بنوائی اس سے ایک جان چلی گئی۔ گھر والے کو گرفتار کر کے بادشاہ کے حضور حاضر کیا گیا، اس شخص نے کہا اس میں میرا کوئی ذمہ نہیں یہ دیوار بنانے والے کا قصور ہے اس نے کچی دیوار بنائی تھی۔ دیوار بنانے والے مستری کو پکڑ لیا گیا، اس نے کہا میرا قصور نہیں گارہ بنانے والے مزدور کا قصور ہے اس نے کچا گارہ بنایا۔ مزدور پکڑا گیا مزدور نے کہا جب میں گارہ بنا رہا تھا اونٹ مست بھاگا آ رہا تھا مجھے اس سے خوف ہوا کہ کہیں مجھے کاٹ نہ ڈالے

جلدی سے گارہ بنا کر مستری کو پیش کر دیا۔ حکم ہوا اُونٹ والے کو پکڑو، وہ حاضر ہوا اس نے عرض کی میرے ذمہ نہیں میں اُونٹ پر سوار تھا تو ایک عجیب عورت جو زیور پہنے ہوئے تھی اس کی چھن چھن کی آواز سے اُونٹ بدک کر بھاگا تھا۔ حکم ہوا کہ عورت کے شوہر کو پکڑو۔ وہ حاضر ہوا اس نے کہا، سُنار نے کچھ ایسے زیورات بنائے جس سے اونٹ ڈر گیا یہ سنار کا قصور ہے سُنار کو بلایا گیا سُنار سے کوئی جواب نہ بن سکا۔ بادشاہ نے فرمایا سنار کو پھانسی پر لٹکا دو۔ سُنار کے گلے میں پھندا ڈالا تو اس کی گردن میں فٹ نہ آیا۔ بادشاہ نے فرمایا ایسے آدمی کو تلاش کرو جس کے گلے پر پھندا فٹ آ جائے چنانچہ تلاش کرنے پر چیلے پر پھندا فٹ آ گیا کیونکہ وہ کھا کھا کر موٹا ہو گیا تھا۔ اس کے بعد حکمت عملی سے گرو نے اسے بچا لیا۔

یہی حال سعیدی اور اس کے چیلے کا ہے اور ہمارا دور بھی اس ملک کی طرح ہے کہ جسے دیکھو مجتہد بنا بیٹھا ہے جو اس کے منہ میں آتا ہے کہتا جاتا ہے۔

سعیدی کے چیلے نے نہ صرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر وار کئے ہیں اس نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے قائلین و مؤیدین کو گستاخِ رسول سعیدی کو چند قدم پیچھے چھوڑتے ہوئے اور علم و ادب کی تمام حدیں پھلانگ کر رسالہ ''مغفرتِ ذنب'' میں امام اہلسنت کے اس ترجمہ کے قائلین، مؤیدین کو اہلسنت و جماعت سے خارج، کافر اور گستاخ رسول قرار دینے کا عظیم کارنامہ سر انجام دے دیا ہے۔

چنانچہ اپنے اسی رسالہ میں متعدد مقامات پر اس کے قائلین و مؤیدین کو ''نیا'' اور ''خطرناک فرقہ'' قرار دیا ہے جو انہیں خارج از اہلسنت قرار دینے کے مترادف ہے۔ ملاحظہ ہو، صفحات ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۱۲، ۱۳ بلکہ اس امر کی صراحت بھی کر دی ہے کہ

یہ فرقہ مرزائیوں، خارجیوں اور پرویزیوں جیسا خطرناک ہے چنانچہ صفحہ ۳ پر ''پیش لفظ''
کے عنوان کے تحت بعد خطبہ کے لکھا ہے پھر رسالہ ''مغفرت ذنب'' میں تمام اہلسنت
کی خوب خبر لی ہے۔

اشتہار واجب الاظہار

زبیر حیدرآبادی نے اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس نے لمبا چوڑا اشتہار شائع کیا
جس میں نام لے لے کر کافر کہا اور ان برگزیدہ علماء اہلسنت کو توبہ کی دعوت دی ہے۔

فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہ) ان دونوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ کر ان
شاء اللہ عزوجل کل قیامت میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ' کی طرف سے
ہم تمام اہلسنت گرو اور چیلے کے خلاف بارگاہِ خداوندی میں اپنا مقدمہ پیش کریں گے۔

بہرحال ان دونوں صاحبان کی تردید میں درجنوں رسالے اور تصانیف لکھی
گئی ہیں اور عوام وخواص اہلسنت کے نزدیک دونوں گرو اور چیلہ دھتکارے جاچکے
ہیں اگر ان پر سرپرستوں کا سایہ نہ ہوتا تو عرصہ سے اہلسنت کے اِن کا نام سننا بھی
گوارا نہ کرتے ان سرپرستوں کے زیرسایہ تمام اہلسنت کے علماء ومشائخ کو خوب گالی
بکیں بالخصوص چیلہ تو خوب اس طرح اچھل کود کر رہا ہے اور مزے لے لے کر علماء
ومشائخ کو گالی بک رہا ہے۔ حضرت عارف رومی والی حکایت اس پر صادق آتی کہ
بھیڑ چھت پر شیر کو گالی دے رہی تھی۔ شیر نے کہا تو نہیں گالی دے رہی چھت دے رہی
ہے۔ یہی ان دونوں گرو اور چیلے کا یہی حال ہے۔

گرو کو دارالعلوم نعیمیہ کراچی اور فرید بکسٹال، لاہور نے اور چیلے کو ''جمعیت

علمائے پاکستان'' نے پناہ دے رکھی ہے۔ مجھے خطرہ ہے کل قیامت میں ان گرو اور
چیلے کے ساتھ ان کے سرپرستوں سے بھی باز پرس نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جن
مخالفین نے امام احمد رضا خان قدس سرہ' کے ترجمے کی خوبی کے باوجود اسے غلط ترجمہ
کہا عمداً یا سہواً خطاً۔ انہیں حق سمجھنے کی توفیق بخشے، آمین۔

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ'

۲۰ ربیع الاول شریف ۱۴۲۱ھ

ضمیمہ

فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہٗ) رسالہ ''کنزالایمان پر اعتراضات کے جوابات'' مکمل کرکے سفر حجاز اقدس اور شام و عراق کے سفر کو چلا گیا۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب میں ایک کتاب ''شرح ختم الولایۃ'' ملی۔ اس میں شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ کی تقریر پڑھی اس سے دل باغ باغ ہو گیا۔ اس سے امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بھرپور تائید ہے اصل عربی مع ترجمہ ملاحظہ ہو۔

السؤال الخامس والخمسون ومائة

مامضى المغرة التى لنبيناوقدبشر النبين بالمغفر۔
الجواب الغفر الستر فستر عن الانبياء عليهم السلام فى الدنيا كونهم نوابا عن رسول الله ﷺ وكشف لهم عن ذلك فى الاخرة اذقال أنا سيد الناس يوم القيامة فيشفع فيهم ﷺ أن يشفعوفان شفاعته ﷺ فى كل مشفوع فيه نجسب مايقتضيه حاله من وجوه الشفاعة فبشر النبين بالمغفرة الخاصة وبشر محمد ﷺ بالمغفرة العامة وقدثبت عصمتة فليس له ذنب يغفر فلم يبق اضافة الذنب اليه الاأن يكون هو المخاطب والقصد أمته كماقيل ☆اياك أعنى فاسمعى ياجاره☆ وكماقيل له فان كنت فى شك مما أنزلنا اليك فاسأل الذين يقرؤن الكاب من قبلك ومعلوم انه ليس فى شك فالمقصود من هوفى شك من

فالمقصود من أشرك فهذه صفته فكذلك قيل له ليغفر الله لك ماتقدم من ذنبك وماتأخر وهو معصوم من الذنوب فهو المخاطب بالمغفرة والمقصود من تقدم من آدم الى زمانه وماتأخر من الامة من زمانه الى يوم القيامة فان الكل أمته فانه مامن أمة الاوهى تحت شرع من الله وقدقررنا ان ذلك هو شرع محمد ﷺ من اسمه الباطن حيث كان نبيا وآدم بين الماء والطين وهو سيد النبيين والمرسلين فانه سيد الناس وهم من الناس وقدتقدم تقرير هذا كله فبشر الله محمد ﷺ بقوله ليغفر لك الله ماتقدم من ذنبك وماتأخر بعموم رسالته الى الناس كافة وكذلك قال وماأرسلنا الى كافة اللناس ومايلزم الناس رؤية شخصه فكماوجه فى زمان ظهور جسمه رسوله عليا ومعاذ الى اليمن لتبليغ الدعوة كذلك وجه الرسل والانبياء الى أممهم من حين كان نبيا وآدم بين الماء والطين فدعا الكل الى الله فالناس امتة من آدم الى يوم القيامة فبشره الله مالمغفر لماتقدم من ذنوب الناس وماتأخر منهم فكان هو المخاطب والمقصود الناس فيغفر الله للكل ويسعدهم وهو اللائق بعموم رحمة التى وسعت كل شئى وبعموم مرتبة محمد ﷺ حيث بعث الى الناس كافة بالنص ولم يقل أرسلناك الى هذا الامة خاصة ولاالى أهل هذا الزمان الى يوم القيامة خاصة وانما أخبرد أنه مرسل الى الناس كافة بالنص ولم يقل أرسلناك الى هذا الامة خاصة ولاالى أهل هذا الزمان الى يوم القيامة خاصة وانما أخبره

أنه مرسل الی الناس من آدم القیامة فهم المقصود ون بخطاب مغفرة اللہ لماتقدم من ذنب وماتأخرواللہ ذوالفضل العظیم۔

(انتهیٰ بقدرالفرورة)

تعارف کتاب

یہ کتاب الولایۃ شیخ عارف باللہ حکیم ترمذی صاحب نوادرالاصول کی تصنیف ہے ۱۲۵ سوالات ہیں جن کی تلخیص کر کے شیخ اکبر محی الدین عارف کامل امام ابن العربی نے شرح فرمائی تختی کلاں صفحہ ۱۰۷ مصری خط پر مشتمل ہے۔

(قابل مطالعہ کتاب ہے)

سوال ۱۵۵:

اس مغفرت کا کیا معنیٰ ہے جو ہمارے نبی پاک ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائی ہے حالانکہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کو تو بشارت سے نوازا ہے؟

(ترجمہ اُویسی غفرلہٗ)

الجواب:

الغفر بمعنی الستر ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ستر سے نوازا اس لئے کہ یہ تمام حضرات دنیا میں حضور سرورِ عالم ﷺ کے نائب تھے یہ راز قیامت میں ان کے لیے کھولے گا، کیونکہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے "**انا سید الناس یوم القیامة**" میں قیامت میں تمام لوگوں کا سردار رہوں۔ اس وقت حضور نبی پاک ﷺ

تمام انبیاء علیہم السلام کو مغفرة خاصہ کی خوشخبری سنائی اور حضور نبی پاک ﷺ کو مغفرة عامہ سے نوازا اور یہ عقیدہ تو مسلم ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ مطلقاً معصوم ہیں آپ کا کوئی ذنب ہے ہی نہیں کہ جس کے بخشے جانے کی خبر دی جائے اس اعتبار سے اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں کہ بس یہی کہا جائے کہ غفران ذنب کے آپ صرف مخاطب ہیں لیکن در حقیقت اس کا مصداق امت ہے جیسا کہ اس مصرعہ میں ہے:

؎ **ایاك اعنی فاسمعی یاجاره**

ترجمہ: اے جارہ میں نے صرف تیرا ہی قصد کیا ہے اسے اچھی طرح سن لے۔

اور اس کے نظائر قرآن مجید میں بھی ہیں اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم ﷺ کو مخاطب فرمایا

(۱) "**فان کنت فی شك مما انزلنا الیك فاسأل الذین یقرؤن الکتاب من قبلك**"۔ اور یہ سب کو اعتراف اور معلوم ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ کو کسی قسم کا شک نہ تھا اس میں شک کی بات بھی امت کے لئے ہے۔

(۲) اور فرمایا "**لئن اشرکت یحبطن عملك**" سب کو یقین ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ سے شرک کا صدور ممتنع ہے تو ثابت ہوا کہ اس آیت میں بھی اگرچہ خطاب نبی پاک ﷺ کو ہے لیکن مراد وہ جو بھی شرک کا ارتکاب کرے۔

"**لیغفرلك اللہ ماتقدم من ذنبك وماتأخر**" کی تحقیق شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا تمہید کے بعد فرماتے ہیں کہ آیت مذکورہ بالا میں ذنب کی اضافت حضور نبی پاک ﷺ کی طرف ہے حالانکہ آپ ﷺ جملہ ذنوب سے معصوم ہیں اس کے باوجود آپ کو خطاب کیا گیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں بھی مغفرت سے "**تقدم**" سے آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آپ کے زمانہ

تک کے لوگ مراد ہیں اور "تأخر" سے آپ ﷺ کی امت تا قیامت مراد ہے۔

ویسے یہ قاعدہ مسلم ہے کہ اگلے پچھلے تمام لوگ آپ ﷺ کے امتی ہیں کیونکہ ہر امت شرع الٰہی کے ماتحت ہے اور ہم (شیخ اکبر رضی اللہ عنہ) نے دلائل سے دوسرے مقام پہ ثابت کیا ہے کہ شرع الٰہی اسم باطن کے ذریعہ سے شرع محمدی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں بھی ہے **"کنت نبیأو ادم بین الماء والطین"** اس معنی پر آپ ﷺ سید النبیین والمرسلین ﷺ ہیں (اس کی مکمل تحقیق گذری، شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کتاب میں بیان فرمائی۔ اسی قاعدہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو آیت **"لیغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وماتاخر"** میں خوشخبری سنائی کہ اگلے پچھلے لوگوں کے گناہ بخش دیئے گئے یہ اس معنی پر ہے کہ آپ ﷺ تمام لوگوں (اگلے پچھلے سب) کے رسول ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **"وماارسلناك الاكافة للناس"** (پارہ ۲۲)

ازالۂ وہم

اس سے یہ ضروری نہیں کہ امت اپنے نبی علیہ السلام کے ظاہری جسم مبارک کو بھی دیکھیں اس کی نظیر آپ ﷺ کے زمانہ اقدس میں بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ نے ملک یمن والوں کی طرف سیدنا علی المرتضیٰ وسیدنا معاذ رضی اللہ عنہما کو تبلیغ دعوت کے لئے پیغام رساں بنا کر بھیجا یوں ہی آپ ﷺ جب عالم ارواح میں تھے تو اپنی جانب سے امتوں کی طرف انبیاء ورسل علیٰ نبینا وعلیہم السلام کو بھیجا جب کہ انہوں نے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا۔

نتیجہ

اس سے ثابت ہوا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے لوگ حضور نبی پاک ﷺ کی امت ہیں اللہ تعالیٰ نے آیت **"لیغفرلك الله ما تقدم وماتأخر"** میں تمام لوگوں (پچھلے اگلے سب) کی مغفرت کی نوید سنائی۔

خلاصہ یہ کہ اس آیت میں مخاطب حضور سرورِ عالم ﷺ ہیں لیکن مراد تمام لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو (نبی پاک ﷺ کے صدقے) بخشے گا اور انعامات سے نوازے گا۔ اور اس کی عموم رحمت (جو تمام کو محیط ہے) کا اور رسول اللہ عزوجل ﷺ کے مرتبۂ کمال کے عموم کے لائق بھی یہی ہے کہ آپ بہ نصِ قرآنی تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ اسی لئے **"وماارسلناك الاكافة للناس"** فرمایا ہے۔

"ارسلناك الى هذه الامة" یا **"ارسلناك الى اهل هذاالرسان الى يوم القيامة"** نہیں فرمایا بلکہ فرمایا ہے کہ آپ ﷺ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے اور الناس سے آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک لے لوگ مراد ہیں اسی لئے آیت **"ماتقدم من ذنبك وماتاخر"** میں گناہوں کی مغفرت کے خطاب میں وہی لوگ میراد ہیں۔ (نہ کہ رسول اللہ ﷺ) **والله ذوالفضل العظيم**"۔

(شرح ختم الولایۃ للشیخ الاکبر رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷)

نوٹ: امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ چودھویں صدی کے عرب وعجم کے بالاتفاق مجدد ہیں۔ مجدد کا کام ہوتا ہے کہ صدی میں مسائل وعقائد کی ایسی تنقیح وتحقیق

کرے جس میں کسی قسم کا کوئی غبار نہ رہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ، کی تنقیح تحقیق وتنقید پر تمام اہلسنت نے اعتماد کیا۔ اب کسی سنی عالم کا حق نہیں کہ وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ، کی تحقیق سے روگردانی کرے اس سے اس کے اپنے نقصان کے علاوہ سنّیت کا سخت نقصان ہے جیسا کہ مغفرت ذنب کے فتنہ کو سب نے آزمالیا۔ اب گذارش ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ، کے ترجمہ پر ہی اعتماد کیا جائے جس کی تائید میں فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہ) نے رسالہ ''کنز الایمان پر اعتراضات کے جوابات''فقیر (مفتی فیض احمد اُویسی غفرلہ) نے درجنوں تفاسیر وتصانیف کے حوالے پیش کئے ان میں یہی ایک حوالہ کا وزن بھی بھاری ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف اگر کوئی حوالے ہیں وہ غیر منقح ہیں اس لئے اپنے انجام کی بھلائی اور سنّیت کی خیر خواہی کے پیش نظر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ پر اعتماد کیا جائے۔ ورنہ قیامت میں فیصلہ ہوگا۔

وماعلینا الا البلاغ

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ'

بہاول پور۔ پاکستان